Postal Reg.No PB/0154/2003/TO2005

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم　　وعلٰی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

جلد 53

شمارہ 14

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ

15 صفر 1425 ہجری 6 شہادت 1383 ہش 6 اپریل 2004ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۷؍مارچ ۲۰۰۴ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ

کل حضور انور نے کوآگ ڈوگو (بورکینا فاسو) میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت سے تقویٰ کے معیار کو بلند کرنے کی نصیحت فرمائی۔ احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

مخالفت کی مَیں پروا نہیں کرتا۔ مَیں اس کو بھی اپنے سلسلہ کی ترقی کے لئے لازمی سمجھتا ہوں

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہمارے سلسلہ کی ترقی فوق العادت ہو رہی ہے

یہ جماعت اب دن بہ دن بڑھ رہی ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ بڑھے۔ پس یہ بڑھے گی اور ضرور بڑھے گی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

"میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں۔ وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے۔ دنیا اس کو بالکل بھول جاوے۔ خدائے واحد کی عبادت ہو۔ میرے ان مقاصد کو دیکھ کر یہ لوگ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جو کام نفاق طبعی اور دنیا کی گندی زندگی کے ساتھ ہونگے وہ خود ہی اس زہر سے ہلاک ہو جائیں گے۔ کیا کاذب کبھی کامیاب ہو سکتا ہے۔ ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ﴾ (المومن ۲۹) کذاب کی ہلاکت کے واسطے اس کا کذب ہی کافی ہے لیکن جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسول کی برکات کے اظہار اور ثبوت کے لئے ہوں۔ اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو، پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو تلف کر سکے؟ یاد رکھو، میرا سلسلہ اگر نری دکانداری ہے تو اس کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو خواہ ساری دنیا اس کی مخالفت کرے یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔ اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہوگا۔

مخالفت کی مَیں پروا نہیں کرتا۔ مَیں اس کو بھی اپنے سلسلہ کی ترقی کے لئے لازمی سمجھتا ہوں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مامور اور خلیفہ دنیا میں آیا ہو اور لوگوں نے چپ چاپ اسے قبول کر لیا ہو۔ دنیا کی تو عجیب حالت ہے۔ انسان کیسا ہی صدیق فطرت رکھتا ہو مگر دوسرے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے، وہ تو اعتراض کرتے ہی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہمارے سلسلہ کی ترقی فوق العادت ہو رہی ہے۔ بعض اوقات چار چار پانچ پانچ سو کی فہرستیں آتی ہیں اور دس دس پندرہ پندرہ تو روزانہ درخواستیں بیعت کی آتی رہتی ہیں اور وہ لوگ علیحدہ ہیں جو خود یہاں آکر داخل سلسلہ ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ کے قیام کی اصل غرض یہی ہے کہ لوگ دنیا کے گند سے نکلیں اور اصل طہارت حاصل کریں اور فرشتوں کی سی زندگی بسر کریں"۔ (ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳)

"اگر کوئی شخص ہماری جماعت سے نفرت کرتا ہے تو کرے۔ لیکن اسے کم از کم غیرت اسلام کے تقاضا سے اور اسلام کی موجودہ حالت کے لحاظ سے یہ بھی تو ضرور ہے کہ وہ کسی ایسی جماعت کو تلاش کرے اور اس کا پتہ دے جو حجج و براہین اور خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات اور روشن آیات سے کسر صلیب کر رہی ہے۔ مگر مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ خواہ شرقاً غرباً شمالاً جنوباً کہیں بھی چلے جاؤ اس جماعت کا پتہ بجز میرے نہیں ملے گا۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اس غرض کے واسطے مجھے ہی مبعوث کر کے بھیجا ہے۔ میرے دعویٰ کو سن کر نری بدظنی اور بدلگامی سے کام نہ لو بلکہ تمہیں چاہئے کہ اس پر غور کرو اور منہاج نبوت کے معیار پر اس کی صداقت کو آزماؤ۔ انسان ایک پیسے کا برتن لیتا ہے تو اس کی بھی دیکھ بھال کرتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہماری باتوں کو سنتے ہی بغیر فکر کئے گالیاں دینی شروع کرتے ہیں۔ یہ بہت ہی نامناسب امر ہے۔ جو طریق مَیں نے پیش کیا ہے اس طرح پر میرے دعویٰ کو آزماؤ اور پھر اگر اس طریق سے بھی تم مجھے کاذب پاؤ تو بے شک افسوس کے ساتھ چھوڑ دو۔ لیکن مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مَیں مفتری نہیں ہوں، کاذب نہیں ہوں بلکہ مَیں وہی ہوں جس کا وعدہ نبیوں کی زبانی ہوتا چلا آیا ہے۔ جس کو آنحضرت ﷺ نے سلام کہا ہے۔ وہی مسیح موعود ہوں جو چودھویں صدی میں آنے والا تھا اور جو مہدی بھی ہے۔ مجھے وہی قبول کرتا ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے دیکھنے والی آنکھ عطا کرتا ہے اور یہ جماعت اب دن بدن بڑھ رہی ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ بڑھے پس یہ بڑھے گی اور ضرور بڑھے گی"۔ (ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ ۲۷۰، ۲۷۱)

ہر احمدی کیلئے ضروری ہے کہ جو نور ہدایت اس نے حاصل کیا ہے وہ اپنی نسلوں میں بھی جاری کرے تا کہ ہر آنے والی نسل پہلے سے بڑھ کر تقویٰ کی راہوں پر چلنے والی ہو

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۶؍مارچ ۲۰۰۴ء بمقام کوآگ ڈوگو برکینا فاسو (افریقہ)

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا لفظ قرآن کریم میں اتنی بار استعمال کیا ہے کہ اس کی کوئی انتہا نہیں شاید ہی کوئی اور لفظ اتنا استعمال ہوا ہو۔ مختلف پیرائیوں اور شکلوں میں اس کے بارے میں توجہ دلائی گئی ہے نکاح کے وقت خطبہ میں ۵ دفعہ تقویٰ کے بارے میں ذکر آتا ہے۔ تو تقویٰ کی اہمیت کا اسی بات سے اندازہ کر لیں کیونکہ شادی میں نہ صرف مرد و

باقی صفحہ (7) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

بنگلہ دیش بدقسمتی کی راہ پر

(۵)

گزشتہ چار اقساط میں ہم بنگلہ دیش میں جماعت احمدیہ کی شدید مخالفت کا ذکر کر کے بتا چکے ہیں کہ یہ مخالفت بالکل ویسی ہی ہے جیسے اس سے پہلے پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہو چکی ہے۔ ہم نے پاکستان کے ان حکمرانوں کے عبرتناک انجام کا ذکر بھی کیا ہے جو جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش تھے اسی طرح پاکستان کے خوفناک حالات بتاتے ہوئے ہم نے عرض کیا تھا کہ اگر بنگلہ دیش کے ملاں باز نہ آئے اور یہاں کے عوام نے ان کا ساتھ دیا تو پھر ایسے ہی عبرتناک انجام کیلئے یہاں کی حکومت اور عوام کو بھی تیار رہنا چاہئے کیونکہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ہے اِنِّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کہ اے مسیح موعود جو شخص تیری اہانت و رسوائی کا ارادہ بھی کرے گا وہ ذلت و رسوائی کا منہ اس دنیا میں ہی دیکھ لے گا وَاِنِّی مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ اور اے مسیح موعود جو تیری اعانت اور نصرت کا ارادہ بھی کرے گا تو میں اس کی تائید و نصرت کروں گا۔

آج کی گفتگو میں ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کے مُلّاں اور بنگلہ دیش کے مُلّاں احمدیوں کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں کیوں ان کے نزدیک احمدیوں کا خون بہانا اور اُن پر ظلم و ستم ڈھانا جائز ہے؟ اصل حقیقت یہ ہے کہ احمدیوں کے مخالف مُلّاں یہ سمجھتے ہیں کہ :-

☆ - جس مسلک پر وہ قائم ہیں وہ بالکل سچا ہے۔ اس لئے اپنے مسلک کو ہر طرح پھیلانے کا ان کو مکمل حق حاصل ہے۔ بات یہاں تک ہو تو بالکل درست ہے لیکن تصویر کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ وہ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ :-

☆ - ان کے مسلک کے خلاف اگر کوئی عقیدہ رکھے اور اپنے عقیدے کو پھیلانے کی کوشش کرے تو ان کو پورا حق ہے کہ وہ ایسے مذہب یا فرقہ کو ہرگز اس کی اجازت نہیں دیں کیونکہ بقول ان کے ان کے مسلک کے علاوہ باقی سب مسالک و مذاہب گمراہ اور بے دین ہیں اور گمراہ و بے دین لوگوں کو ہرگز اختیار نہیں کہ وہ اپنے عقائد دنیا میں پھیلائیں۔ اور اگر وہ اپنے عقائد پھیلائیں تو بزور و تشدُّد انہیں روکا جا سکتا ہے۔

☆ - اس کے علاوہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر ان کا کوئی ہم مسلک اپنا مسلک چھوڑ کر دوسرے کے مسلک میں شامل ہو جائے یا پہلے دوسرے مذہب میں تھا اور پھر ان کے مسلک میں آیا اور پھر آنے کے بعد مرتد ہو گیا تو ایسے مرتدین کی سزا یہ ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے ان کے نزدیک ان کے مسلک کے علاوہ دیگر مسالک کے مسلمان دراصل مرتد، دائرۂ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہیں۔

اور یہ عقائد ایسے ہیں کہ ان کی بنیاد فقہ کی اُن مستند کتب پر ہے جن کی اختراع ازمنہ وسطیٰ میں ہوئی۔ لہٰذا اس بناء پر یہ لوگ احمدیوں کو کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور اپنے اس عقیدہ پر احمدیوں کے علاوہ باقی تمام فرقوں کے علماء پختگی سے قائم ہیں چاہے وہ دیوبندی ہوں۔ جماعت اسلامی کے ہوں، اہل حدیث ہوں یا بریلوی ہوں۔ اور یہ سب ملکر احمدیوں کو مرتد اور واجب القتل سمجھتے ہیں۔

بنگلہ دیش کا موجودہ فتنہ جو احمدیوں کے خلاف وہاں کے سیاسی ملاؤں نے اُٹھایا ہے ان میں جماعت اسلامی پیش پیش ہے جماعت اسلامی ملاؤں کا وہ سیاسی ٹولہ ہے جس کی بنیاد ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے تقسیم ملک سے قبل رکھی تھی ابوالاعلیٰ مودودی کا مقصد یہ تھا کہ دنیا میں مسلمانوں کی ایسی حکومت قائم کی جائے جو بااختیار ہو اور جس کے اوپر کسی کا اقتدار نہ ہو کیونکہ بقول ان کے نماز روزہ اور دینی احکام کی بجا آوری اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک مسلمانوں کی حکومت نہ ہو کیونکہ کافر جب چاہے مسلمانوں کو عبادت کرنے سے روک سکتے ہیں لہٰذا جہاد مسلمانوں پر فرض ہے اور پھر ان کی کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام بھی وہی قابل قبول ہوگا جس کی تشریح ابوالاعلیٰ مودودی خود پیش کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو بھی سوچ سمجھ کر ان کی جماعت اسلامی میں شامل ہونا چاہئے کیونکہ یہ خدائی فوجداروں کی ایک ایسی جماعت ہے جس میں ہر کوئی داخل تو ہو سکتا ہے لیکن اس کو سوچ سمجھ کر داخل ہونا چاہئے کیونکہ اس میں داخل ہونے کے بعد پھر نکلنے کا راستہ نہیں ہے اور اگر کوئی نکلا تو اسے مرتد قرار دے کر قتل کیا جائے گا۔ اس قسم کی حکومت جماعت اسلامی اور اس کی ہمنوا جماعت ایک عرصہ سے پوری دنیا میں قائم کرنے کی فکر میں ہیں۔ پہلے پہلے تو اس جہاد کو معمولی سمجھ کر اور مسلمانوں کی آپس میں تخریب کاری سمجھ کر امریکہ اور روس کی حکومتیں ان کو اپنا آلہ کار بناتی رہیں لیکن اب جب انہوں نے امریکی کاز پر بھی حملے کرنے شروع کئے ہیں تو امریکہ و برطانیہ نے ان پر پابندیاں لگا کر ان کو کچلنے کا عہد کر لیا ہے۔

اگر کوئی جماعت اسلامی سے پوچھے کہ پھر قرآن مجید کے فرمان لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کا کیا مطلب ہے تو مولانا مودودی صاحب فرماتے ہیں:-

”لا اکراہ فی الدین کا معنی یہ ہے کہ ہم کسی کو اپنے دین میں آنے کیلئے مجبور نہیں کرتے اور واقعی ہماری روش یہی ہے مگر جسے آکر واپس جانا ہو اُسے ہم پہلے ہی خبردار کر دیتے ہیں کہ یہ دروازہ آمد و رفت کیلئے کھلا ہوا نہیں لہٰذا اگر آنا ہو تو یہ فیصلہ کر کے آؤ کہ واپس نہیں جانا ہے ورنہ براہ کرم آؤ ہی نہیں“۔

پس جماعت اسلامی کا اپنا خود ساختہ اسلام نہ تو کسی کو اسلام سے مرتد ہونے کی اجازت دیتا ہے اور نہ غیر مسلموں کو اپنے عقائد کی تبلیغ کی اجازت دیتا ہے ان کے نزدیک بس مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کریں اور اگر کوئی تبلیغ سے نہ مانے تو تلوار ہاتھ میں پکڑ کر منائیں چنانچہ بقول ان کے خود آنحضرت صلی اللہ

باقی صفحہ : (11) پر ملاحظہ فرمائیں

ایک اچھی شروعات

2004 بھارت پاکستان کے تعلقات میں سدھار کے لحاظ سے ایک اچھا سال طلوع ہوا ہے۔ ہر دو ممالک کے باشندے ایک دوسرے کے ملک میں آجا سکتے ہیں ریلوے اور بس سروس بحال ہو چکی ہیں ہوائی رابطے جوڑے جا چکے ہیں دونوں ممالک کے اعلیٰ حکام ایک دوسرے سے ملاقات کر چکے ہیں اور ساتھ ہی اب کرکٹ کے ذریعہ بھی ایک حد تک تعلقات میں خوشگواری پیدا ہونے کا امکان ہے۔

خوش آئند بات یہ ہے کہ موجودہ کرکٹ میچز کو نہ صرف ہر دو ممالک کے حکام نے بلکہ عوام نے بھی نہایت خوشگوار ماحول میں لیا ہے چاہے ہندوستان جیتا ہو یا پاکستان نہ صرف ہند پاک دوستی زندہ باد کے نعرے لگائے گئے بلکہ دونوں نے ہی اپنے اپنے ملک کے کھلاڑیوں کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے اچھے کھلاڑیوں کی بھی جی بھر کر تعریف کی اور سرحد کے دونوں طرف بہت اچھا اور خوشیوں بھرا ماحول بن گیا ہے۔

ہم نے تو ہمیشہ ہی ہند پاک دوستی کا ساتھ دیا ہے ایک وقت تھا دونوں ممالک کے فوجی اپنی اپنی سرحدوں پر تعینات کر دئے گئے تھے اور بڑا تلخ ماحول بن گیا تھا اس وقت بھی ہم نے لکھا تھا کہ جلد ایک دوسرے کے قریب آنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ ایک دن تو ایک دوسرے کے قریب آنا ہی ہے۔ اتنا دور نہیں جانا چاہئے کہ پھر قریب آنے میں دُکھ کا احساس ہو۔ وہی ہوا آج ہند پاک پرانی تلخیوں کو بھلا کر ایک دوسرے کے قریب آنے کی کوششوں میں لگے ہیں۔

دو پڑوسیوں کے آپسی اختلافات اور جھگڑے ایک فطری بات ہیں ہم نے ایسے پڑوسیوں کو بھی دیکھا ہے کہ ایک دوسرے کے سر پھوڑ کر اپنا جانی مالی نقصان کر کے عدالتوں کے چکر لگا کر ایک دوسرے کے قریب آجاتے ہیں بعض دفعہ پہلی نسل تلخیوں میں ہی مر جاتی ہے اور پھر دوسری یا تیسری نسل ایک دوسرے کے قریب آجاتی ہے لیکن کچھ اچھے اور تہذیب یافتہ ایسے پڑوسی بھی دیکھے ہیں جو اختلافات اور جھگڑوں کو بڑھانے کی بجائے عقلمندی سے اسے حل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں دونوں ہی تلخیاں گھٹاتے ہیں جس کے نتیجہ میں اختلافات رہتے بھی انکا جانی و مالی نقصان نہیں ہوتا ہے۔ اور ایک دن وہ بھی آتا ہے کہ وہ مل بیٹھ کر اپنے اختلافات کا حل نکال ہی لیتے ہیں۔

خدا کرے کہ ہم بھی اس ترقی یافتہ دور میں تہذیب و شائستگی کے دائرے میں آجائیں اور اپنے اپنے غریب عوام کی بھلائی کی خاطر آپسی جھگڑوں کو بھلا کر امن کی راہ کو ہموار کرتے رہیں۔

اس کیلئے ضروری ہے کہ دونوں ممالک اپنے اپنے ملکوں میں رہنے والے انتہا پسندوں کو قطعاً فراموش کر دیں اور ان کی کسی بات کا مثبت جواب نہ دیں۔ اگر وہ کرکٹ کی پچ اُکھاڑیں تو دوبارہ تیار کر لی جائے اگر بسوں اور ریل پر پتھراؤ کریں تو حوصلے اور فراخ دلی کے ساتھ اپنے اپنے ملک کے انتہا پسندوں کو سمجھاتے ہوئے قانون کے دائرے میں اُن کے ساتھ سلوک کریں۔ مندروں اور مسجدوں کو سیاسی اکھاڑے نہ بننے دیں بلکہ مندروں کے پجاریوں اور مسجدوں کے ملاؤں کو صاف کہہ دیں کہ آپ صرف اپنی پوجا اور عبادت میں مشغول رہیں اور لوگوں کو خدا کا راستہ بتائیں سیاسی جھمیلوں میں پڑ کر یا عوام کے جذبات کو ہائی جیک کر کے اپنی اپنی دکانوں کو سجانے کی کوشش نہ کریں۔

اس کیساتھ ساتھ میڈیا کو بھی سچائی کا ساتھ دیتے ہوئے معقول راہ اختیار کرنی چاہئے سستی شہرت یا اخبارات کی سرکولیشن بڑھانے کیلئے عوام کے جذبات کو مشتعل نہیں کرنا چاہئے۔ حالیہ ہند پاک کرکٹ میچ کے موقع پر مجموعی طور پر اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا نے بہت اچھا کردار ادا کیا ہے۔

ہمیں خوشی ہے کہ پاکستان کے عوام نے بھی اس موقع پر پرانی تلخیوں اور اپنی سابقہ عادتوں کو بھلا کر فراخدلی کا ثبوت دیا ہے اور باوجود پاکستان میں میچ کھیلے جانے کے اور بھارت کے فائنل میں شاندار جیت حاصل کرنے کے پھر بھی وہاں کے عوام بھارت کے کھلاڑیوں کو سراہتے رہے اور ہند پاک دوستی زندہ باد کے نعرے لگاتے رہے۔

بھارت سے جو لوگ کرکٹ میچ کے موقع پر پاکستان گئے ہیں انہوں نے پاکستانی بھائیوں کی مہمان نوازی اور دوستی کے بہت اچھے واقعات سنائے ہیں بلکہ انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ شاید جب ہمارے پاکستانی بھائی بھارت آئیں تو ہم اس قدر کھلے دل سے ان کی مہمان نوازی اور دلداری نہ کر سکیں خیر یہ بھی ایک نیک خدشہ ہے اور ایک پیار بھرا ڈر ہے لیکن اُمید ہے کہ ایسا ہوگا نہیں پاکستانی بھائیوں کا بھی ہندوستان میں گرمجوشی سے استقبال ہوگا۔

خدا کرے کہ سرحد کے دونوں اطراف ہمیشہ ہی ہند پاک دوستی کے نعرے لگتے رہیں اور ہم اپنی تلخیوں کو بھلا کر ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑے ہو جائیں۔ جسکی نصیحت آج سے ایک سو سال قبل بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے کی تھی وباللہ التوفیق۔ (م۔ا۔خ)

خطبہ جمعہ

اے ایمان لانے والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

صدق مجسم قرآن شریف ہے اور پیکر صدق آنحضرت ﷺ کی ذات مبارک ہے

(جھوٹ سے نفرت اور سچائی کا خلق اختیار کرنے کے بارہ میں پرمعارف خطبہ جمعہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ ۱۹ دسمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۹ فتح ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔

اشھد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشھد أن محمداً عبده و رسوله۔
اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔
الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلک يوم الدين ۔ إياک نعبد و إياک نستعين ۔
اھدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليھم غير المغضوب عليھم ولا الضالين۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (سورۃ التوبہ آیت ۱۱۹)

اس آیت کا ترجمہ ہے اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

انبیاء، دنیا میں بگڑی ہوئی مخلوق کو، جو مخلوق اپنے خدا سے پرے ہٹ جائے اور بگڑ جائے اُس مخلوق کو سیدھا راستہ دکھانے کے لئے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مبعوث فرماتا ہے تا کہ انہیں خدا تک پہنچا سکیں۔ اور یہ سیدھا راستہ سچائی پر قائم ہوئے بغیر نہیں مل سکتا۔ اسی لئے تمام انبیا، سچائی کی تعلیم دیتے رہے اور جرأت سے حق پر قائم رہتے ہوئے ایک خدا کی طرف بلاتے رہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اب دین مکمل کرنے کا وقت آ گیا ہے، اب انسانی سوچ بلوغت تک پہنچ چکی ہے تو پیکر صدق وجود حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مبعوث فرمایا، جنہوں نے ہر معاملے میں بڑے سے بڑے معاملے سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے معاملے تک ہمیں سچ پر قائم رہنے کی اور ہمیشہ اس پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مومنو اب تم ایمان لے آئے ہو اس ایمان پر مزید یقین بڑھانا ہے تو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ ہر وقت اس کا خوف تمہارے دل میں رہے اور ہمیشہ حق بات کی طرف بلانے والے، حق دکھانے والے اور سچ بولنے والے اور کہنے والے بنو اور اس کا سب سے آسان طریقہ یہی ہے کہ صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ، سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اور اب دنیا میں آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کوئی صادق نہیں جو اتنی گہرائی اور باریکی میں جا کر تمہیں حق، سچ اور صدق کی تعلیم دے۔ اس لئے اس نبی کے ساتھ چمٹ جاؤ اور اس تعلیم پر عمل کرو جو اس سچے نبی ﷺ نے خدا سے علم پا کر تمہیں دی ہے۔ اور پھر ہم احمدیوں کی اور بھی زیادہ خوش قسمتی ہے اس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں، اس کی جتنی بھی حمد کریں کم ہے، کہ اس نے ہمیں اس زمانے میں حضرت خاتم الانبیا ﷺ کے عاشق صادق اور آپ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے کے امام مسیح اور مہدی علیہ السلام کے دعوے کو ماننے کی توفیق بھی دی۔ جنہوں نے ہمیں اس حسین تعلیم کے باریک در باریک نکات کو مزید کھول کر دکھایا اور بتایا۔ اور اس سچی تعلیم کو وضاحت کے ساتھ سمجھنے کی تفصیل سے نصائح فرمائیں۔ آپ نے وضاحت سے فرمایا کہ قرآن کریم میں جس طرح سچ اور راستی کے بارہ میں حکم ہے کسی اور کتاب میں نہیں۔

آپ فرماتے ہیں: کہ جس قدر راستی کے التزام کے لئے قرآن شریف میں تاکید ہے مَیں ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ انجیل میں اس کا عشر عشیر بھی تاکید ہو۔ پھر اس بارہ میں آپ نے عیسائیوں کو چیلنج بھی کیا تھا کہ مَیں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر تم لوگ مجھے انجیل میں سے کھول کر بتا دو، سچائی کی اور صدق کی تعلیم جس طرح قرآن شریف میں ہے، تو مَیں تمہیں ایک بہت بڑی رقم انعام دوں گا۔

پھر آپ نے فرمایا:

”قرآن شریف میں دروغ گوئی کو یعنی جھوٹ بولنے کو بت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ یعنی بتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ......﴾۔ یعنی اے ایمان والو انصاف اور راستی پر قائم ہو جاؤ اور سچی گواہیوں کو للہ ادا کرو اگرچہ تمہاری جانوں پر ان کا ضرر پہنچے یا تمہارے ماں باپ یا تمہارے اقارب ان گواہیوں سے نقصان اٹھائیں۔ (نورالقرآن نمبر ۲ صفحہ ۱۸۔۱۷)

تو اب اس قدر تاکید کے بعد ہم پر کس قدر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم سچ کے خُلق کو اپنے اوپر لاگو کریں اور اسے اپنائیں۔ اور ہمارا اوڑھنا بچھونا، ہر حالت میں، ہماری ہر بات جو ہمارے منہ سے نکلے وہ سچ ہو۔

اب احادیث کی روشنی میں کچھ وضاحت کرتا ہوں۔

حضرت ابوبکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیا مَیں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں۔ ہم نے عرض کیا جی حضور! ضرور بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ کا شریک ٹھہرانا (سب سے بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے)، والدین کی نافرمانی کرنا، آپ تکیے کا سہارا لئے بیٹھے ہوئے تھے، آپ جوش میں آ کر بیٹھ گئے اورؐ بڑے زور سے فرمایا دیکھو! تیسرا بڑا گناہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔ آپؐ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ ہم نے چاہا کہ کاش حضورؐ خاموش ہو جائیں۔

(بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین)

تو اس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جھوٹ سے کس قدر نفرت تھی۔ اور آپؐ کی ہر تعلیم ہی اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق تھی۔ تو اصل میں جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ شرک اور جھوٹ ایک ہی چیز ہیں۔ انسان نے اپنے اندر بھی بہت سے بُت بنائے ہوتے ہیں۔ اور بہت سے جھوٹ کے بُت بنائے ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: آج کی دنیا کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے۔ جس پہلو اور رنگ سے دیکھو جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں، جھوٹے مقدمہ کرنا تو بات ہی کچھ نہیں، جھوٹے اسناد بنا لئے جاتے ہیں۔ (یعنی کاغذات بھی جھوٹے بنا لئے جاتے ہیں، مقدمے بھی جھوٹے بنا لئے جاتے ہیں، پیشیاں بھی جھوٹی، گواہیاں بھی جھوٹی، ہر چیز جھوٹی)۔ کوئی امر بیان کریں گے تو سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے۔ اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دن تھا۔ (وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ احمدیت کی کوئی ضرورت نہیں، ان سے اگر کوئی پوچھے) کہ کیا یہ وہی دین تھا جو آنحضرت ﷺ لے کر آئے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔ ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے۔ جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بُت پرست بُت سے نجات چاہتا ہے۔ (یعنی وہ سمجھتا ہے کہ بُت اسے نجات دے گا اس کے مسائل سے)۔ اسی طرح جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بُت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بُت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آ کر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بُت پرست ہوتے ہو، اس نجاست کو چھوڑ دو۔ تو کہتے ہیں کیونکر چھوڑ دیں، اس کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوگی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں مگر مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے، بھلائی

اور فتح اسی کی ہے۔(ملفوظات جلد نمبر ۸ صفحہ ۳۴۹، ۳۵۰)

وہ سمجھتے ہیں کہ جو انہوں نے اپنے دلوں میں بت بنائے ہوئے ہیں اس کے ذریعہ سے ہی نجات ہے۔اور یہ بُت بھی بہت سی قسموں کے ہیں، مختلف ملکوں میں، مختلف لوگوں نے قسما قسم کے مختلف بُت اپنے دلوں میں قائم کئے ہوئے ہیں۔مختلف پیشوں میں سچ کی کمی اور جھوٹ کی زیادتی نظر آتی ہے۔تو یہ اس طرح کا بُت ہی ہے جو انہوں نے اپنے دل میں قائم کیا ہوا ہے۔اور جب پوچھو تو یہ کہتے ہیں، جیسا کہ حضور بھی فرما رہے ہیں، کہ اس کے بغیر تو یہ کام ہو ہی نہیں سکتا، اگر جھوٹ نہ بولا جائے۔مثلاً وکالت ہے، ایک بڑا قابل احترام پیشہ ہے اگر صحیح طرح اختیار کیا جائے، استعمال کیا جائے۔لیکن بعض وکیلوں کو بھی یہ عادت ہوتی ہے کہ اگر کوئی سیدھا سادا کیس بھی ہو تو اس کو بھی ایسے طریقے سے پیش کریں گے کہ اس میں جھوٹ کی ملونی کی وجہ سے بعض دفعہ اس کے مؤکل کو نقصان پہنچ رہا ہوتا ہے، اس کا نقصان کروا دیتے ہیں۔یہاں یورپین ملکوں میں بھی اب احمدی آتے ہیں، اسائلم کے کیس بعض دفعہ بڑے سیدھے ہوتے ہیں اور اگر سیدھے طریقے سے ان کو حل کیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ حل ہو بھی جائیں لیکن بلا وجہ ایسے باتوں میں الجھاتے ہیں کہ اچھا بھلا کیس خراب ہو جاتا ہے۔پھر بعض مؤکل سے سیدھی طرح بات ہی نہیں کرتے، اس کو صحیح صورت حال ہی نہیں بتاتے اور بڑے عرصہ بعد جا کے جب پتہ کرو تو پتہ چلتا ہے کہ پیروی ہی نہیں ہو رہی۔اسی طرح ہمارے ملکوں میں بھی، تیسری دنیا کے ملکوں میں بھی، بعض ان پڑھ لوگوں کو وکلاء بہت چکروں میں ڈالتے ہیں۔عدالت میں پیش ہی نہیں ہو رہے ہوتے، مؤکل سے فیس لے رہے ہوتے ہیں۔ پھر مجرم کو بچانے کے لئے جھوٹی گواہیاں دے رہے ہوتے ہیں اور جن سے فیس لے رہے ہوتے ہیں ان سے بھی جھوٹ بول کر ٹال مٹول کر رہے ہوتے ہیں، غلط بیانی کر رہے ہوتے ہیں۔تو یہ بہت ساری چیزیں ہیں اور ایسے لوگوں کے خیال میں اگر اس طرح بات نہ کی جائے، مثلاً ایسے ہی جو وکیل ہیں کہ ہیر پھیر نہ کیا جائے اور لوگوں کو دھوکے میں نہ ڈالا جائے تو ان کا رزق ختم ہو جائے گا، ان کی تو کوئی آمد ہی نہیں رہے گی۔اگر اتنی آسانی سے کیس حل ہونے لگیں۔تو گویا یہ غلط بیانی اور جھوٹ ان کے رازق بن جاتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا رازق میں ہوں تو احمدی وکلاء کو ان چیزوں سے پاک ہونا چاہئے۔مجھے ایک مثال یاد آگئی، فیصل آباد میں جب ہم ہوتے تھے تو خدام خدمت خلق کے تحت باہر جایا کرتے تھے تاکہ دیہاتوں میں جا کے لوگوں سے ملیں اور اگر ان کے کوئی کام بھی ہوں تو وہ کئے جائیں، ان کی ضروریات پوری کی جائیں۔زمیندار ہیں تو ان کی زمینداری کی کیا کیا ضروریات ہیں، ان کا جائزہ لیا جائے۔تو اسی طرح کے ایک وفد میں ہم گئے۔ایک دیہاتی بیٹھا تھا باتوں باتوں میں اس کو پتہ لگ گیا کہ ہم احمدی ہیں۔گو کہ یہ اظہار عموماً نہیں کیا جاتا تھا جب تک کوئی خود نہ پوچھے۔اس نے ذکر کیا کہ فیصل آباد میں ایک احمدی وکیل ہیں شیخ محمد احمد صاحب مظہر، بہت نیک انسان ہیں اور بہت سچے آدمی ہیں، کبھی غلط بیانی سے کام نہیں لیتے اور کبھی کوئی جھوٹا کیس نہیں لیتے لیکن (وہ پنجابی میں کہنے لگا) ایک نقص ہے ان میں کہ وہ ہین مرزائی۔تو مرزائی احمدی ہونا ہی نقص تھا ان میں اور کوئی عیب تلاش نہیں کر سکے۔تو یہ تو ان کی کم عقلی ہے یا جس طرح مولویوں نے انہیں بتایا اسی طرح انہوں نے اظہار کر دیا لیکن اس پر ابوجہل کی یہ بات یاد آجاتی ہے جو اس نے آنحضرت ﷺ کو کہی تھی کہ اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ بَلْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ یعنی ہم تجھے جھوٹا قرار نہیں دیتے، تُو تو سچا ہے، صادق القول ہے، بلکہ اس تعلیم کی تکذیب کرتے ہیں جو تُو لے کر آیا ہے۔(جامع ترمذی کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الانعام)

تو اس زمانے میں بھی آنحضرت ﷺ کے اسوہ پر عمل کرکے، صرف آپؐ کے حقیقی پیروکار ہی اس زمانے میں یہ نمونے دکھا سکتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے والے ہی یہ نمونے دکھا سکتے ہیں کہ جن کو یہ کہا جائے، کوئی یہ انگلی نہ اٹھائے کہ یہ شخص جھوٹا ہے باقی تعلیم کو جھوٹا کہنا تو خیر ہمیشہ سے انکار کرنے والوں کی سنت چلی آرہی ہے۔

پھر ڈاکٹر ہیں، غلط میڈیکل رپورٹ بنوا دیتے ہیں، بعض مقدمات قائم کروا دیتے ہیں۔تو جو بھی اپنے پیشے سے خیانت کرے گا وہ جھوٹ کو اپنا کر ہی کرے گا۔خیانت ہے ہی جھوٹ اور کیا ہے۔

پھر استاد ہیں۔بعض اُستاد ہیں جو اس معزز پیشے کو جھوٹ کی وجہ سے بدنام کر رہے ہیں۔رشوت لے کر، پیسے لے کر جھوٹے نمبر لگا دیتے ہیں۔ بلکہ بعض تو ایسے استاد بھی ہیں جو جھوٹی اسناد لے کر ملازمت میں آئے ہوئے ہیں، ان کی کوالیفیکیشن (Qualification) ہی نہیں ہوتی بعض ملکوں میں۔تو یہ ایسی بھیانک برائیاں ہیں جو معاشرے میں قائم ہیں اور پاکستان وغیرہ میں جو تیسری دنیا کے ملک ہیں یہ کوئی چھپی ہوئی باتیں نہیں ہیں یہ سب باتیں اخباروں میں آتی ہیں۔تو جب جھوٹ پر مبنی معاشرہ قائم ہو جائے تو پھر اقدار ختم ہوتی چلی جاتی ہیں اور ایک وقت میں تمام معاشرہ ہی بے حس اور بالکل ہی اللہ تعالیٰ سے دور جانے والا ہو جاتا ہے۔تو ہر احمدی کو اس معاشرہ میں ایسی باتوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ہے۔یہ احساس پیدا کرنا ہے، اپنے اندر بھی، اپنی نسلوں کے اندر بھی کہ احمدی ہونے کی حیثیت سے تم نے سچائی پر قائم رہنا ہے اور جھوٹ کے خلاف جہاد کرنا ہے۔جتنا مرضی اس میں نقصان ہو اس کی کوئی۔ پرواہ نہیں کرنی۔اس لئے ہر احمدی چاہے وہ ملازمت سے منسلک ہو، چاہے کسی پیشے سے منسلک ہو، چاہے کوئی کاروبار کرتا ہو، یہ عہد کرے کہ مَیں نے جھوٹ کا سہارا نہیں لینا۔اب کاروبار میں، بعض کاروباری حضرات ہیں، بعض دفعہ اپنی چیزیں فروخت کرنے کے لئے غلط بیانی اور جھوٹ کا سہارا لے رہے ہوتے ہیں۔وقتی طور پر تو شاید ان کو فائدہ نظر آرہا ہو لیکن حقیقت میں جھوٹ کے راستے وہ شرک کی طرف جا رہے ہوتے ہیں۔تو اس زمانے میں احمدی کو بہت پھونک پھونک کر قدم اٹھانا چاہئے۔کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کا دعویٰ کرنے کے بعد، جھوٹ سے نفرت کا وعدہ کرنے کے بعد، بے احتیاطی کرنے کا مطلب ہے کہ ہم یہ خیال کر رہے ہیں کہ شاید جھوٹ بول کر اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے سکتے ہیں، نعوذ باللہ۔اس لئے بہت خوف کا مقام ہے، بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان اچھی طرح یاد ہے کہ شک میں ڈالنے والی باتوں کو چھوڑ دو۔شک سے مبرّا یقین کو اختیار کرو کیونکہ یقین بخش سچائی اطمینان کا باعث ہے اور جھوٹ اضطراب اور پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب البیوع باب تفسیر الشبہات . ترمذی ابواب القیامۃ)

اب بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے جھوٹ تو نہیں بولا لیکن بات ایسی گول مول کرتے ہیں کہ وہ جھوٹ ہی ہوتی ہے۔اسی کے بارہ میں فرمایا کہ شک سے مبرّا بات کرو۔اور شک میں ڈالنے والی باتوں کو چھوڑ دو۔

پھر حدیث میں آتا ہے۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بندے کے دل میں ایمان اور کفر جمع نہیں ہو سکتے۔اور نہ سچائی اور کذب بیانی اکٹھے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی دیانتداری اور خیانت اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۴۹. مطبوعہ بیروت)

پھر ایک حدیث ہے یہ بھی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔کہ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کے جھوٹے ہونے کے لئے یہی علامت کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔

(مسلم باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع)

تو بعض لوگ اِدھر اُدھر باتیں کرنے کے عادی ہوتے ہیں صرف مزہ لینے کے لئے۔کہ ایک سے بات ادھر پہنچائی، اِدھر سے اُدھر پہنچائی۔تو ہمیں اس حدیث کے مطابق اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے کہیں ہم انجانے میں، لاشعوری طور پر یا جان بوجھ کر اپنے پر یہ جھوٹے ہونے کا لیبل نہ لگوا لیں۔

پھر حدیث ہے، ابوہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی چھوٹے بچے کو کہا (اب یہ ماؤں اور باپوں کے لئے بہت ضروری ہے، سننے کی چیز)۔جس نے کسی چھوٹے بچے کو کہا کہ آؤ مَیں تمہیں کچھ دیتا ہوں پھر وہ اس کو دیتا کچھ نہیں تو یہ جھوٹ میں شمار ہوگا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۵۲. مطبوعہ بیروت)

اس کا مطلب ہے کہ بچے کو تو پھر سچ اور جھوٹ کا احساس ختم ہو جائے گا، اس کی تربیت کے لئے بہت ضروری ہے۔اور ہم نے اپنی اگلی نسلوں کی بھی تربیت کرنی ہے اور یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔پھر ہر

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(امانت داری عزت ہے)

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AutoTraders

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان 248-5222,248-1652,243-0794

رہائش: 237-0471, 237-8468

نونیت جیولرز

NAVNEET JEWELLERS

الیس اللہ بکاف عبدہ

Manufacturers of :
All Kinds of Gold and Silver Ornaments

احمدیہ بھائیوں کیلئے خاص تحفہ یہاں
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں بھی دستیاب ہیں

Main Bazar Qadian (Pb.) Ph. (s) 220489 (R) 220233.

گاؤں، ہر شہر میں ایک بڑی تعداد میں واقفین نو بچے ہیں، ان کی بھی تربیت گو گھر کے ماحول میں بھی کرنی ہے لیکن احمدی ماحول میں بھی ان کی تربیت کرنی ہے تو اس لئے بچپن سے ہی بچوں میں اور ان کے دلوں میں جھوٹ سے نفرت اور سچ سے محبت پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہمیشہ، ہر وقت، ہر ایک کو بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے۔

پھر حضرت عبداللہؓ بن عامر سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف فرما تھے کہ میری والدہ نے مجھے بلایا کہ آؤ میں تجھ کو کچھ دیتی ہوں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا: "تو اسے کیا دینا چاہتی ہے؟"۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں اس کو کھجور دینا چاہتی ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو اس کو کچھ نہ دیتی تو تیرے ذمہ جھوٹ لکھا جاتا۔ (سنن ابی داؤد)۔ اب یہ دیکھیں کتنی تنبیہ ہے۔

پھر حضرت فاطمہ حضرت اسماءؓ سے روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میری ایک سوتن ہے۔ اگر میں جھوٹے طور پر اس کے لئے یہ ظاہر کروں کہ خاوند مجھے یہ یہ چیزیں دیتا ہے حالانکہ وہ اس نے مجھے نہ دی ہوں (اس کو تنگ کرنے کے لئے، اس کو جلانے کے لئے) تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہ ملنے والی چیزوں کا جھوٹے طور پر اظہار کرنے والا ایسا ہی ہے گویا اس نے جھوٹے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ (مسلم کتاب الزینۃ)۔ تو یہ بھی جھوٹ ہی ہے۔ تو اس معاشرے میں بھی بعض دفعہ مقابلے میں آ کر غلط بیانیاں ہو رہی ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ کسی کو نیچا دکھانے کے لئے یہ مشہور کر دیتے ہیں کہ ہمارا افسر ہمارے سے بڑا تعلق رکھتا ہے تو بلاوجہ ایسے لوگوں کو حسد اور جلن بھی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر رشتہ داریوں میں صرف تنگ کرنے کے لئے، اس کے علاوہ بھی، اسی طرح کا اظہار کیا جاتا ہے جس سے دوسرے کو جلن شروع ہو۔ گو یہ بھی ناپسندیدہ بات ہے۔ کسی کے اگر کسی سے تعلقات ہیں تو کسی کو جلن اور حسد کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن یہ جھوٹے طور پر اظہار ہے، یہ جھوٹ کے زمرے میں آ جاتا ہے۔

پھر عبداللہؓ بن عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار باتیں ایسی ہیں جس میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے۔ اور جس میں ان میں سے ایک بات پائی جائے اس میں نفاق کا ایک حصہ یا خصلت پائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے۔ اور باقی کیا ہیں؟ پہلی بات یہ کہ جب وہ گفتگو کرتا ہے تو کذب بیانی سے کام لیتا ہے یعنی اس کی باتوں سے جھوٹ ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ دوسری بات، جب وہ معاہدہ کرتا ہے تو غداری کا مرتکب ہو رہا ہوتا ہے۔ تیسرے، جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ اور چوتھے، جب جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ سے کام لیتا ہے۔

(مسلم کتاب الایمان باب خصال المنافق)

اب اس حدیث پر اور غور کریں تو تمام باتیں ہی جھوٹ کے تعلق میں ہیں۔ پہلی بات تو صاف کھلی ہے کہ ہر بات میں جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ بعض دفعہ بعض لوگ کھلے طور پر جھوٹ نہیں بولتے، ایسے طریقے سے بات کو گھما پھرا کر کرتے ہیں اور پھر اس طرح اگلے آدمی کو پہنچاتے ہیں کہ سننے والا اس کا کوئی بھی مطلب نکال سکتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایسی گول مول باتیں جو ہیں، دو دلوں میں پھوٹ ڈالنے کا باعث بھی بن جاتی ہیں۔ لڑائیاں ہوتی ہیں اور اگر نظام جماعت یا عزیز رشتہ دار مل کر صلح صفائی کی کوشش کریں تو تحقیق کے بعد پتہ لگتا ہے کہ بات ہی غلط تھی۔ بات ایسی ہے ہی نہیں تھی جو دوسرے کی طرف منسوب کر کے بات کی گئی۔ اور جب اس بات کرنے والے کو پوچھا جائے کہ تم نے ایسے بات پہنچا کر دو فریقین میں آپس میں پھوٹ ڈلوا دی ہے، لڑائی پیدا کر دی ہے تو وہ آرام سے کہہ دیتا ہے کہ میں نے تو اس طرح بات ہی نہیں کی۔ میرا تو مطلب یہ تھا۔ تو ایسے لوگ جو اس طرح ہوشیار بنتے ہیں اور صرف مزہ لینے کے لئے 'بی جمالو' کا کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ چاہے ظاہر جھوٹ بول کر یا چھپا ہوا جھوٹ بول کر ان کو رسول خدا ﷺ نے منافق کا درجہ دیا ہے۔ کیونکہ مومن کے لئے تو واضح طور پر قول سدید کا حکم ہے۔ ایسی بات کرو جو کھلی ہو، صاف ہو، سیدھی ہو اور سمجھ آنے والی ہو، کسی قسم کا اشتباہ پیدا نہ ہوتا ہو اور کبھی اس وجہ سے، اس بات کی وجہ سے دلوں میں پھوٹ نہ پڑتی ہو۔

پھر دوسری خصلت ہے نفاق کی کہ جب معاہدہ کرتے ہیں تو غداری کے مرتکب ہوتے ہیں اور معاہدے توڑتے ہیں۔ آپ ﷺ کا تو یہ عمل تھا کہ بے چارے بے کس، ظلم کی چکی میں پسے ہوئے مسلمان، جب بھی مکہ سے مدینہ آئے تو چونکہ کفار سے ایک معاہدہ تھا کہ ایسے مسلمانوں کو واپس کر دیا جائے گا تو ان کی حالت زار کے باوجود دل پر جبر کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ ان کو واپس بھجوا دیا کرتے تھے۔ تو یہ اسوہ حسنہ ہے ہمارے سامنے۔ آج کل بہت بڑی بڑی حکومتیں معاہدے کرتی ہیں اور پھر انہیں اس طرح توڑ دیتی ہیں۔ خاص طور پر مسلمان حکومتوں یا غریب ملکوں کے ساتھ معاہدوں کا سوال ہو تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ اور اعتراض اسلام پہ ہو رہا ہوتا ہے کہ اسلام یوں ہے اور یوں ہے۔ بہر حال ان کے عمل ان کے ساتھ۔ لیکن مسلمانوں کو بھی یہ نصیحت ہے کہ اگر تم معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہو تو تمہارے اندر منافقت کا بیج ہے اس لئے فکر کرو اور اس برائی کو اپنے اندر سے ختم کرو۔

اب میں گھر کی سطح پر، بعض رشتوں کی سطح پر معاہدے کی مثال دینا چاہتا ہوں۔ شادی بیاہ کا تعلق بھی مرد اور عورت میں ایک معاہدہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ عورت کو حکم ہے کہ اس معاہدے کی رو سے تم پر یہ فرائض ادا ہوتے ہیں مثلاً خاوند کی ضروریات کا خیال رکھنا، بچوں کی نگہداشت کرنا، گھر کے امور کی ادائیگی وغیرہ۔ اسی طرح مرد کی بھی ذمہ داری ہے کہ بیوی بچوں کے نان نفقہ کی ذمہ داری اس پر ہے۔ ان کی متفرق ضروریات کی ذمہ داری اس پر ہے۔ اور دونوں میاں بیوی نے مل کر بچوں کی نیک تربیت کرنی ہے اس کی ذمہ داری ان پر ہے۔ تو جتنا زیادہ میاں بیوی آپس میں اس معاہدے کی پابندی کرتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں گے اتنا ہی زیادہ حسین معاشرہ قائم ہوتا چلا جائے گا۔

لیکن بعض دفعہ افسوس ہوتا ہے بعض واقعات سن کر اور دیکھ کر کہ یہاں یورپ میں، مغرب میں رہنے والی لڑکی کا رشتہ اگر پاکستان یا ہندوستان وغیرہ میں کہیں ہوا۔ تو لڑکی نے سپانسر کر کے لڑکے کو بلوایا، شادی ہنسی خوشی چلتی رہی، بچے بھی ہو گئے۔ اور جب مرد کے کاغذات مکمل ہو گئے؟ اب مجھے یہاں سے کوئی نہیں نکال سکتا تو غلط طریق سے لڑکیوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ تو اس طرح ایک پاکیزہ تعلق کو ایک معاہدے کو توڑنے والے بن گئے اور اکثر بنیاد، صرف بہانے ہوتے ہیں، جھوٹ پر مبنی باتیں ہوتی ہیں، اندر کچھ بھی نہیں ہوتا، الزامات لگائے جا رہے ہوتے ہیں۔ تو ایسے لوگ بھی منافقت کے زمرے میں ہی آتے ہیں اور احمدیوں کو، ہم میں سے ہر ایک کو اس بارہ میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

پھر تیسری خصلت ہے وعدہ خلافی۔ یہ بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے۔ اور آج کل کے معاشرے میں حکومتوں سے لے کر نچلی سطح پر ہر جگہ اس کے نظارے دیکھنے میں نظر آتے ہیں۔ اور اکثر ایسے ہیں جن کی جب کوئی وعدہ کر رہے ہوتے ہیں تو شروع سے ہی نیت ٹھیک نہیں ہوتی۔ اور بعد کے فعل سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ واقعی ابتداء سے ہی نیت بد تھی۔ کیونکہ شروع میں انہوں نے یہی سوچا ہوتا ہے کہ ابھی وعدہ کر لو، جو فائدہ اٹھانا ہے اٹھا لو، اور جھوٹ بول لو، کوئی حرج نہیں۔ اور جب وعدہ پورا کرنے کا وقت آئے گا تو پھر دیکھا جائے گا، پھر ٹال دیں گے، پھر تھوڑا سا جھوٹ بول دیں گے۔ تو ایسے لوگوں کو بھی اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے کہ وعدہ خلافی جس کو یہ معمولی سمجھ رہے ہیں یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ آنحضرت ﷺ نے ایسے شخص کو منافقین کی صف میں کھڑا کر دیا ہے اور منافق کافر سے بھی زیادہ گنہگار ہے۔

پھر چوتھی خصلت کہ جب جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ سے کام لیتا ہے۔ اور اس کی سب سے زیادہ سمجھ احمدیوں کو ہی ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ مخالفین احمدیت گالی گلوچ یا غلیظ زبان کا استعمال اس لئے کرتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اگر سچے ہوتے تو دلیل سے بات کرتے، شریفانہ رنگ میں بات کرتے۔ تو جھوٹے کے پاس جب کوئی دلیل نہیں ہوتی تو وہ مار دھاڑ اور گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔ اور پھر ایسے لوگ اس تعریف کی رو سے منافق بھی ہیں۔ اگر اس کو مزید کھولیں تو ایسے لوگوں کی اور بھی بہت ساری منافقانہ باتیں ظاہر ہونی شروع ہو جائیں گی۔ تو یہ تو تھی غیروں کی بات۔ ان کے عمل ان کے ساتھ ہیں، ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ خدا خود ہی ان سے نمٹ لے گا لیکن احمدیوں کو بھی بہت محتاط ہونے اور اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ آپس میں بعض دفعہ میاں بیوی میں، بھائیوں میں، رشتہ داروں میں، برادریوں میں، اپنے ماحول میں، کاروباری حلقوں میں رنجشیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ غلط یا صحیح یہ ایک علیحدہ بات ہے لیکن کسی فریق کو بھی یہ زیب نہیں دیتا کہ ان رنجشوں کو اتنا بڑھا دیں کہ گالی گلوچ تک نوبت آ جائے۔ تو ہمیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی تعلیم دی ہے کہ اگر ایسا موقعہ پیدا ہو جائے تو صلح میں پہل کرو۔ صلح کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھاؤ۔ سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔ کجا یہ کہ گالی گلوچ کر کے منافقت کا لیبل اپنے پر لگا لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس سے بچائے، محفوظ رکھے۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا گالی گلوچ ہمیشہ جھوٹا آدمی ہی کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"تم جھوٹ سے بچو کیونکہ یہ بھی روحانیت کو تباہ کرنے والا مرض ہے اور پھر شرک اپنی ذات میں

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of all kinds of fashion
Leather Products & General Order Suppliers & Importers.
Office : 16 D, Topsia, 2nd Lane, Mullapara,
Near Star Club, Calcuta -700039
Ph. 3440150 Tel Fax : 3440150 Pager No : 9610-606266

سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ کیونکہ جو طاقتیں خدا تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیں، ان کے متعلق ایک مشرک کہتا ہے کہ فلاں فلاں چیز میں ہیں (وہ بتوں سے مانگتے ہیں جس چیز کا بت بنایا ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ان کے دلوں میں ہے کہ وہ طاقت فلاں فلاں بتوں میں ہے) اور اس طرح جھوٹ کی نجاست پر منہ مارتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کی جماعتوں کی علامتوں میں سے ایک بڑی بھاری علامت راستبازی ہوتی ہے اور یہ علامت ایسی ہے جو اپنی ذات میں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ دنیا میں بہت سے لوگ راستبازی کی قدر و قیمت کو نہیں سمجھتے۔ خصوصیت کے ساتھ اس زمانے میں یہ مرض زیادہ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ مُداہنت اور نفاق کا زمانہ ہے اور تہذیب کے معنے آج کل یہ سمجھے جاتے ہیں کہ بات کرنے والا دوسرے کے خیالات کا اس قدر خیال رکھے کہ اگر اُسے سچائی بھی چھپانی پڑے تو اس سے دریغ نہ کرے۔ مگر زمانے کی رو کے باوجود ہر شخص کا فرض ہے کہ اس بدی کا پورے زور سے مقابلہ کرے۔ اور اسے کچلنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے کیونکہ جھوٹ بولنے والا دوسروں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے اور دھوکہ ایک ایسی چیز ہے جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ پس جھوٹ بولنے والا صرف اخلاقی مجرم ہی نہیں بلکہ بنی نوع انسان کا دشمن اور انہیں تباہ کرنے والا بھی ہے اور اس عہد کو مٹانا ہر سچے اور مخلص مسلمان کا فرض ہے۔ رسول کریم ﷺ نے منافق کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ جب بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور منافق کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے دوزخ کے سخت ترین مقام میں رکھا جائے گا۔ گویا خدا تعالیٰ منافقوں کے ساتھ کفار سے بھی سخت معاملہ کرے گا اس لئے کہ کافر کی وجہ سے تو کافر کو ہی نقصان پہنچتا ہے مگر منافق کی وجہ سے مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ جو قوم اپنے افراد میں سے جھوٹ نہیں مٹا سکتی اور اس کے باوجود یہ سمجھتی ہے کہ اس کو ترقی اور عزت حاصل ہو جائے گی۔ اس کا یہ خیال ایسا ہی خام ہے جیسے ایک بچے کا یہ خیال کہ چاند کے پاس پہنچ جائے گا یا ستاروں کے پاس پہنچ جائے گا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اگر سچائی ایسی چیز ہے جس کے بغیر کسی قوم کا رعب قائم نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ سچائی اور دیانت کا نمونہ دکھاتے ہیں وہ اپنی قوم کو چار چاند لگا دیتے ہیں اور جو لوگ یہ نمونہ نہیں دکھاتے وہ اپنی قوم کا گلا کاٹنے والے ہوتے ہیں"۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۴۱، ۴۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ اور چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو۔ جھوٹ مت بولو اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہنچے یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے اور قریبیوں کو جیسے بیٹے وغیرہ کو"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۵۳)

پھر آپؑ نے فرمایا:

"سچ میں ایک جرأت اور دلیری ہوتی ہے۔ جھوٹا انسان بزدل ہوتا ہے۔ وہ جس کی زندگی ناپاکی اور گندے گناہوں سے ملوث ہے وہ ہمیشہ خوفزدہ رہتا ہے اور مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک صادق انسان کی طرح دلیری اور جرأت سے اپنی صداقت کا اظہار نہیں کر سکتا اور اپنی پاکدامنی کا ثبوت نہیں دے سکتا۔ دنیوی معاملات میں ہی غور کر کے دیکھ لو کہ کون ہے جس کو ذرا سی بھی خدا نے خوش حیثیتی عطا کی ہو اور اس کے حاسد نہ ہوں۔ ہر خوش حیثیت کے حاسد ضرور ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی لگے رہتے ہیں۔ یہی حال دینی امور کا ہے۔ شیطان بھی اصلاح کا دشمن ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنا حساب صاف رکھے اور خدا سے معاملہ درست رکھے۔ خدا کو راضی کرے پھر کسی سے خوف نہ کھائے اور نہ کسی کی پروا کرے۔ ایسے معاملات سے پرہیز کرے جن سے خود ہی مَوردِ عذاب ہو جاوے مگر یہ سب کچھ بھی تائید غیبی اور توفیق الٰہی کے سوا نہیں ہو سکتا۔ صرف انسانی کوشش کچھ بنا نہیں سکتی جب تک خدا کا فضل شامل حال نہ ہو۔ ﴿خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا﴾ (النساء: ۲۹) ۔ انسان ناتواں ہے، غلطیوں سے پُر ہے، مشکلات چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ پس دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا کرے۔ اور تائیداتِ غیبی اور فضل کے فیضان کا وارث بنا دے۔ (ملفوظات جلد پنجم، طبع جدید، صفحہ ۵۴۳)

پھر آپ نے فرمایا: "صدیق مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی جو بالکل راستبازی میں فنا شدہ ہو اور کمال درجہ کا پابند، راستباز اور عاشقِ صادق ہو۔ یہ ایک ایسا مقام ہے کہ جب ایک شخص اس درجہ پر پہنچتا ہے تو وہ ہر قسم کی صداقتوں اور راستبازیوں کا مجموعہ اور ان کو کشش کرنے والا ہو جاتا ہے۔ جس طرح پر صدیق کمالاتِ صداقت کا جذب کرنے والا ہوتا ہے۔ ...... صدیق کے کمال کے حصول کا فلسفہ یہ ہے کہ جب وہ اپنی کمزوری اور ناداری کو دیکھ کر اپنی طاقت اور حیثیت کے موافق ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ﴾ کہتا ہے اور صدق اختیار کرتا اور جھوٹ کو ترک کر دیتا ہے اور ہر قسم کے رجس اور پلیدی سے جو جھوٹ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے دور بھاگتا ہے اور عہد کر لیتا ہے کہ کبھی جھوٹ نہ بولوں گا، جھوٹی گواہی نہ دوں گا اور نہ جذبہ نفسانی کے رنگ میں کوئی جھوٹا کلام کروں گا، نہ لغو طور پر، نہ کسب خیر اور دفع شر کے لئے۔

بعضوں کا خیال ہے کہ مصلحتاً بعض موقعوں پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ فلاں غلط بات کرنے سے فلاں بہتری پیدا ہو سکتی ہے تعلقات میں یا رفع شر میں کر رہا ہوں غلط کام کر کے۔ یا ایسی صورت حال پیدا ہو گئی تھی جہاں جھوٹ بولنا جائز ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی صورت میں بھی جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے۔ فرماتے ہیں یعنی یہ عہد کرے کہ کسی رنگ اور حالت میں بھی جھوٹ کو اختیار نہیں کروں گا۔" اور جب اس حد تک وعدہ کرتا ہے تو گویا ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ﴾ پر ایک خاص عمل کرتا ہے اور اس کا وہ عمل اعلیٰ درجہ کی عبادت ہوتی ہے۔ ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ﴾ سے آگے ﴿اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ ہے خواہ یہ اس کے منہ سے نکلے یا نہ نکلے لیکن اللہ تعالیٰ جو مبدءِ فیوض ہے اور صدق اور راستی کا سرچشمہ ہے" (جہاں سے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور فیض نکلتے ہیں اور سچائی اور راستی کا دکھانے والا ہے) اللہ تعالیٰ اس کو ضرور مدد دے گا اور صداقت کے اعلیٰ اصول اور حقائق اس پر کھول دے گا۔ مثلاً جیسے کہ یہ قاعدے کی بات ہے کہ جو تاجر اچھے اصولوں پر چلتا ہے اور راستبازی اور دیانتداری کو ہاتھ سے نہیں دیتا اگر وہ ایک پیسے سے بھی تجارت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک پیسے کے بدلے لاکھوں روپے دے دیتا ہے۔

اسی طرح جب عام طور پر ایک انسان راستی اور راستبازی سے محبت کرتا ہے اور صدق کو اپنا شعار بنا لیتا ہے تو وہی راستی اس عظیم الشان صدق کو کھینچ لاتی ہے جو خدا تعالیٰ کو دکھا دیتی ہے۔ صدق مجسم قرآن شریف ہے اور پیکرِ صدق آنحضرت ﷺ کی مبارک ذات ہے اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ کے مامور و مرسل حق اور صدق ہوتے ہیں۔ پس جب وہ اس صدق تک پہنچ جاتا ہے تب اس کی آنکھ کھلتی ہے اور اسے ایک خاص بصیرت ملتی ہے جس سے معارف قرآنی اس پر کھلنے لگتے ہیں۔ مَیں اس بات کے ماننے کے لئے کبھی بھی تیار نہیں ہوں کہ وہ شخص جو صدق سے محبت نہیں رکھتا اور راستبازی کو اپنا شعار نہیں بناتا وہ قرآن کریم کے معارف کو سمجھ بھی سکے۔ اس لئے کہ اس کے قلب کو اس سے مناسبت ہی نہیں کیونکہ یہ تو صدق کا چشمہ ہے اور اس سے وہی پی سکتا ہے جس کو صدق سے محبت ہو"۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۶۵، ۲۶۶)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ:

"مَیں نے غور کیا ہے قرآن شریف میں کئی ہزار حکم ہیں ان کی پابندی نہیں کی جاتی۔ ادنیٰ ادنیٰ سی باتوں میں خلاف ورزی کر لی جاتی ہے یہاں تک دیکھا جاتا ہے کہ بعض جھوٹ تو دوکاندار بولتے ہیں اور بعض مصالحہ دار جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے ان کو رجس کے ساتھ رکھا ہے۔ مگر بہت سے لوگ دیکھے ہیں کہ رنگ آمیزی کر کے حالات بیان کرنے سے نہیں رکتے اور اس کو کوئی گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ ہنسی کے طور پر بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ انسان صدیق نہیں کہلا سکتا جب تک جھوٹ کے تمام شعبوں سے پرہیز نہ کرے۔ (یعنی ہر طرح کے جھوٹ سے پرہیز جب تک نہیں ہوتا)۔

پھر آپ نے فرمایا: "خدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مامور کیا ہے (ہم احمدی جو ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا کہ "خدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مامور کیا ہے کہ تقویٰ پیدا ہو اور خدا پر سچا ایمان جو گناہ سے بچاتا ہے پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ تاوان نہیں چاہتا بلکہ سچا تقویٰ چاہتا ہے"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۰، ۱۲۱)

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو سچ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے اور جھوٹ سے بیزار ہو کر نفرت کرنے والا بنائے۔ ہر احمدی جدھر بھی جائے اس پر کبھی اس اشارے کے ساتھ انگلی نہ اٹھے کہ یہ جھوٹا ہے بلکہ ہر انگلی ہر احمدی پر ان الفاظ پر اٹھے کہ اگر سچائی کا کوئی پیکر دیکھنا ہے تو یہ احمدی جا رہا ہے۔ اگر کسی قوم کے اندر کوئی سچائی دیکھنی ہے، اس دنیا میں موجودہ حالات میں کسی نے سچائی دیکھنی ہے تو ان احمدیوں میں دیکھو۔ تو ہر احمدی خواہ وہ امریکہ میں رہنے والا ہو یا یورپ میں ہو، ہر دیکھنے والا احمدی کے متعلق یہی کہے کہ سچائی ان کا نمایاں پہلو ہے اور پہچان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس خلق پر قائم رہنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

KASHMIR JEWELLERS
کشمیر جیولرز
Mfrs& Suppliers of:
GOLD & DIAMOND
JEWELLERY
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں
خاص احمدی احباب کیلئے
Main Bazar Qadian (Pb.)
Ph. (S) 01872-21672 (R) 20260 Fax. 20063
E-mail. kashmirsons@yahoo.com

بقیہ صفحہ: 1

عورت ایک معاہدہ کرتے ہیں بلکہ دو خاندان آپس میں تعلق پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا اگر تقویٰ نہ ہو تو معاشرے میں ایک فساد پیدا ہو جائے۔ پھر ایک مسلمان مرد و عورت کے ایک تعلق کے بندھنے کے نتیجہ میں نئے وجودوں کی آمد ہونی ہوتی ہے فرمایا اگر ایک مسلمان میاں بیوی تقویٰ پر قائم نہیں ہوں گے تو آنے والی نسل متقی ہونے کی بھی کوئی ضمانت نہیں۔

فرمایا خلاصہ یہ کہ تقویٰ ایک ایسی بنیادی چیز ہے جس کے بغیر خدا تعالیٰ سے ملنے اور اس سے زندہ تعلق جوڑنے کا تصور ہی غلط ہے۔ آج اسی بارے چند باتیں کہوں گا۔ یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو ہم نے تم کو نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تم کو قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا اور ہمیشہ باخبر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا کہ تمہاری چھوٹے یا بڑے قبیلوں کی شکل میں جو تقسیم ہے صرف تمہاری پہچان کے لئے ہے۔ اب دیکھ لیں یہاں افریقہ میں بھی اور آپ کے ملک میں بھی چھوٹے چھوٹے علاقوں کے چیف ہیں اور پھر کئی چیف کسی بڑے چیف کے ماتحت ہیں اور پھر یہ سب مل کر ملکی سطح پر ایک قوم ہیں اسی طرح دنیا کے تمام ممالک میں اسی طرح کی تقسیم ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس تقسیم کو اپنی بڑائی کی علامت مت سمجھو۔ تمہاری بڑائی بڑا قبیلہ ہونے یا زیادہ امیر ملک ہونے سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا شخص یا بڑا قبیلہ یا بڑی قوم وہی ہے جو تقویٰ میں آگے ہے یاد رکھیں تقویٰ کا معیار اپنی نیکیوں کے اظہار سے نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ اللہ کی ذات ہی ہے جو ہماری ہر حرکت اور ہر فعل سے باخبر بھی ہے اور اس کا علم بھی رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سب علم ہے کہ کون سا فعل دکھاوے کیلئے اور کون سا فعل اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کیلئے کیا گیا ہے تقویٰ کا مطلب ہے نفس کو خطرے سے محفوظ کرنا۔ اور شرعی اصطلاح میں تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ نفس کو ہر اس چیز سے بچانا جو انسان کو گناہ گار بنادے۔ اور یہ تب ہوتا ہے جب ممنوعہ اشیاء سے بچا جائے بلکہ بعض دفعہ جائز چیزوں کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے مثلاً رمضان میں پاک اور جائز چیزوں سے بھی ایک مومن اللہ تعالیٰ کے حکم سے رک جاتا ہے۔ بہر حال اصل تقویٰ یہ ہے کہ اپنے آپ کو ہر اس چیز سے بچانا جو گناہ کی طرف لے جائے اور یہ ہر مسلمان کیلئے فرض ہے چاہے وہ کسی قوم کا ہو۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں پوچھے گا کہ تم فلاں قوم کے ہو جو امیر ہے اسلئے تم کو چھوٹ دی جاتی ہے۔ یا تم فلاں قوم کے ہو جو ترقی یافتہ نہیں اس لئے چھوٹ دی جاتی ہے۔ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے یہ عذر قابل قبول نہیں ہونگے۔ اس لئے ہر ایک کو اپنے آپ کو ہر برائی سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور ہر نیکی کو بجالانے کیلئے تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کرنا چاہئے۔ تبھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم امام الزمان کی جماعت میں شامل ہیں۔ فرمایا یاد رکھیں تمام بری باتوں سے اس وقت بچا جا سکتا ہے جب خدا تعالیٰ کی دل میں خشیت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا خوف ہو جس میں اس کی محبت بھی ظاہر ہوتی ہو۔ اور یہ باتیں تب ملتی ہیں جب اس کے آگے جھکا جائے اس سے مانگا جائے۔ یہ دُعا کی جائے اے خدا میں تیری محبت میں وہ تمام باتیں چھوڑنی چاہتا ہوں جن کو چھوڑنے کا تو نے حکم دیا ہے اور وہ تمام باتیں اختیار کرنا چاہتا ہوں جن کو کرنے کا تو نے حکم دیا ہے لیکن تیرا قرب پانے کے لئے بھی تیرا فضل ہونا ضروری ہے اے اللہ اپنے فضل سے مجھے تقویٰ عطا فرما نماز میں رو رو کر اگر اپنے رب سے مانگیں گے تو اپنے وعدوں کے مطابق وہ ضرور ہماری دُعائیں سنے گا۔

پس سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اپنی نمازوں اور دُعاؤں کو اس کیلئے خالص کرنا ہوگا۔ اور یہی بنیادی چیز ہے اگر نمازوں میں ذوق اور سکون میسر آ گیا تو سمجھیں سب کچھ مل گیا۔ نمازوں میں خاص طور پر یہ دُعا کریں جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر سکھائی ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے آپ ﷺ یہ دُعا کیا کرتے تھے اللھم اعط نفسی تقوٰھا وزکھا وانت خیر من زکھا اے اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اس کو خوب پاک صاف کر دے۔ اور تو ہی سب سے بہتر ہے جو اس کو پاک کر سکے۔

فرمایا دل بھی اللہ کے فضل سے پاک ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دلوں کو پاک کرنے کی توفیق دے۔ پھر کن باتوں کو اللہ تعالیٰ نے کرنے کا اور کن باتوں سے رکنے کا حکم فرمایا ہے اس کیلئے ہمیں قرآن کریم سیکھنا اور پڑھنا چاہئے۔ جن کو قرآن کریم کا ترجمہ آتا ہے وہ دوسروں کو سکھائیں قرآن کریم کے روزانہ درس کا جماعتوں میں رواج دیں چاہے چند منٹ کا ہو۔ تاکہ جو خود پڑھ نہیں سکتے ان تک بھی یہ خوبصورت تعلیم پہنچ جائے۔ تلاوت قرآن کریم تو بہر حال ہر احمدی کو روزانہ کرنی چاہئے۔ تاکہ قرآن کریم کی برکات نازل ہوں اور دل تقویٰ سے بھرتے جائیں۔ فرمایا اگر کوئی شخص انصاف سے قرآن کریم پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے نور ہدایت دے دیتا ہے۔ تو جو ایمان لے آئے ہیں اور تقویٰ کی نظر سے قرآن کریم پڑھتے ہیں ان کیلئے کس طرح ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم ہدایت نہ دے اور تقویٰ پر نہ چلائے۔ اگر ایک ایمان لانے والے کے دل میں قرآن شریف پڑھ کر اور سن کر نور ہدایت کا جوش پیدا نہیں ہوتا تو پھر اس کو فکر کرنی چاہئے۔ کہ تقویٰ میں کہیں کمی رہ رہی ہے یہ سوچنا چاہئے کہ ہماری بڑھائیاں اور ہماری خود پسندیاں اصل تعلیم سے دور لے جارہی ہیں اور ہم میں تقویٰ نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم متقیوں کیلئے ہدایت ہے۔ اگر ہم قرآن کریم پر عمل نہیں کر رہے تو یہ ہمارے لئے فکر کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اجر کا وعدہ بھی کرتا ہے بشرطیکہ ہم اس کی ہدایت پر قائم ہوں اور نیکیاں بجالانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے تقویٰ پر قائم رہنے اور نیکیاں بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم اس کے ہر انعام سے حصہ لینے والے ہوں جو اس کے نزدیک ہمارے لئے بہترین ہے۔

حضور انور نے احادیث نبویہ کی روشنی میں تقویٰ کی تفصیل بیان فرمائی۔ اور فرمایا یہ بڑی اچھی بات ہے کہ اس ملک کے لوگ عمومی طور پر بڑے اچھے اخلاق دکھاتے ہیں اگر احمدی ہونے کے بعد اس حسن اخلاق کے ساتھ آپ میں اللہ کا تقویٰ بھی پیدا ہو جائے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کو زندگی کا حصہ بنالیں تو پھر اللہ کا رسول آپ کو جنت کی بشارت دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا تقویٰ کے مطابق صرف اپنی زندگی کو ڈھالنا کافی نہیں بلکہ اپنی نسلوں میں بھی یہ وصف پیدا کرنا ضروری ہے۔ اگر ہم نے اپنی نسلوں کو اللہ کے احکام کے مطابق چلانے کی کوشش نہ کی تو ہمارا تقویٰ ہماری ذات تک ہی محدود رہ جائے گا۔ اور ہمارے مرنے کے بعد ہماری نسلوں میں جاری نہیں رہ سکے گا۔ اور وہ بگڑ کر بے دین ہو جائیں گی۔ اس لئے ہر احمدی کیلئے ضروری ہے کہ جو نور ہدایت اس نے حاصل کیا ہے وہ اپنی نسلوں میں بھی جاری کرے تاکہ ہر آنے والی نسل پہلے سے بڑھ کر تقویٰ کی راہوں پر چلنے والی ہو۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں تقویٰ کی ضرورت واہمیت بیان فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں تقویٰ پر قائم فرمائے اور ہم اپنی نسلوں کی بھی ایسے تربیت کریں کہ وہ بھی تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوں۔ اور ہم اور ہماری نسلیں کبھی اللہ تعالیٰ کے احکامات سے دور جانے والی نہ ہوں۔ فرمایا ہم اللہ کے فضل اور یہاں جس جلسہ کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں اس کا مقصد حاصل کرنے والے ہوں۔

تیرا سفر ہو باعثِ رحمت خدا کرے

(حضور انور کے سفر افریقہ کی مناسبت سے چند دعائیہ اشعار)

تیرا سفر ہو باعثِ رحمت خدا کرے
ہو لحہ لحہ ساعتِ نصرت خدا کرے

سایہ فگن ہو نصرتِ مولیٰ قدم قدم
"ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے"

مشکل کوئی بنے نہ کسی جا بھی سدِّ راہ
ہر حال میں تمہاری اعانت خدا کرے

دنیا بگوشِ ہوش سنے تیری بات کو
اترے دلوں میں تیری نصیحت خدا کرے

رغبت دلوں میں پیدا ہو اسلام کی طرف
دیکھے فلک یہ شانِ فصاحت خدا کرے

دنیا سمٹ کے آئے یوں قدموں تلے ترے
ظاہر ہو تجھ سے ایسی کرامت خدا کرے

فتح و ظفر سے تیرا علَم سربلند ہو
ہرگام پر ملے تمہیں رفعت خدا کرے

"تم ہو خدا کے ساتھ خدا ہو تمہارے ساتھ"
ہر دم نصیب اپنی معیت خدا کرے

مستِ مئے وفا ہے عطاء المجیب بھی
بڑھتی رہے وفا کی یہ دولت خدا کرے

لہ انی معک یا مسرور (عطاء المجیب راشد)

چندہ تحریک جدید سو فیصد ادا کرنے والے احباب

۲۹ رمضان المبارک سے قبل تحریک جدید کے وعدہ جات کی سو فیصد ادائیگی کرنے والے مخلصین کے ناموں کی فہرست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دُعا کیلئے بھجوائی گئی تھی۔ اس کے جواب میں محترم ایڈیشنل وکیل المال صاحب لندن نے بذریعہ خط اطلاع دی ہے کہ حضور انور نے دُعا کی ہے کہ "اللہ ان سب کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکتیں عطا فرمائے" (وکیل اعلیٰ تحریک جدید قادیان)

وہ اِک الٰہی نُور تھا

صابر صدیقی
رڑکی

روسی زبان و ادب میں پی ایچ ڈی ماسکو سے کرنے کے بعد ہندوستان لوٹے ہوئے کم وبیش پانچ برس کا عرصہ گزر چکا تھا۔ اس دوران روڑکی یونیورسٹی حال آئی آئی ٹی روڑکی میں روسی زبان کے ماہر کی حیثیت سے لیکچرر کی پوسٹ پر تقرر ہو چکا تھا۔ ایک دن اچانک دفتر کے پتہ پر لندن سے ایک تار ملا محترم مولوی مبارک احمد ساقی صاحب کی جانب سے جو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے سیکرٹری تھے مفہوم تار کا یہ تھا کہ حضور انور لندن میں ناچیز کو فوری طور پر طلب کر رہے ہیں۔ انکار کا سوال ہی کہاں تھا لیکن والدین اور خاندان کے دیگر اراکین کے ساتھ صلاح ومشورہ کرنا ضروری تھا گو کہ جانتا تھا کہ وہاں بھی ہر شخص کی صلاح مثبت ہی ہوگی چنانچہ فوراً میرٹھ میں اپنے والدین کی خدمت میں حاضر ہو کر تار کا تذکرہ کیا یوں لگا جیسے میرے والد اور والدہ دونوں کے پر لگ گئے ہوں اور ہوا میں اڑنے لگے ہوں۔ حضور کا تار پا کر وہ پھولے نہیں سما رہے تھے۔ ظاہر ہے مجھے اجازت ہی نہیں ملی بلکہ تقاضا ہوا کہ بلا تاخیر تار کا جواب دوں اور حضور انور کے حکم کی تعمیل میں لندن روانہ ہو جاؤں۔ یہاں میں حقیقت کا تذکرہ کرتا چلوں کہ حالات ماحول اور مشاہدوں کی بنا پر مذہب کے ساتھ خاکسار کا تعلق خاصا ٹھنڈا پڑ چکا تھا اور خلافت رابعہ کے تین برس گزر جانے کے بعد بھی کوئی خاص رابطہ جماعت کے ساتھ نہیں تھا۔ سوائے اس کے اپنے پیارے بابو جی یعنی والد صاحب جناب منشی قمر الدین صدیقی کے اصرار پر خلافت رابعہ کی بیعت کر لی تھی۔ بہرکیف تار کا جواب دے دیا کہ حضور کی خدمت میں جون میں حاضر ہو سکتا ہوں۔ ساقی صاحب کا تار مئی میں ملا تھا۔

جون کے پہلے ہفتے میں سیرین ائر لائنز کا ٹکٹ میرے پاس آ چکا تھا۔ پانچ جون کو دلی سے روانہ ہو کر جب میں ہیتھرو ہوائی اڈے پر پہنچا تو ذرا متردد تھا کیونکہ ویزا ان دنوں ہوائی اڈے پر ہی لگتا تھا۔ لیکن ہوائی اڈے پر جب ویزا افسر کو میں نے یہ بتایا کہ میں لندن جماعت احمدیہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے حکم کے تحت وہاں آیا ہوں تو اس نے دریافت کیا کہ لندن میں کتنے دن قیام کا ارادہ ہے میں نے کہا کہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ ماہ۔ ڈیڑھ ماہ اس لئے کہ اتنی ہی چھٹیاں میرے پاس تھیں۔ ویزا افسر نے بلا کچھ جواب دئے چھ ماہ کا ویزا دے دیا اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ لندن میں جماعت اور امام جماعت کو کیا مقام حاصل ہے۔ ہیتھرو پر مجھے لینے کیلئے جماعت کا نمائندہ موجود تھا۔ ان کے ہمراہ رات میں نے ایک احمدی دوست کے یہاں گزاری اور اگلے روز صبح مجھے مسجد فضل لندن جسکو حضور پرنور کے دفتر اور قیام گاہ کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا تھا لے جایا گیا۔ کچھ ہی لمحوں میں مسجد سے منسلک بلڈنگ کی پہلی منزل کے ایک کمرے تک میری رہنمائی کی گئی۔ اندر داخل ہوا تو یوں لگا جیسے ایک نور نے میرے سارے وجود کا احاطہ کر لیا ہو۔ سامنے سفید دستار اور سفید شیروانی میں ملبوس جس شخص پر نظر پڑی اس کو دیکھتے ہی یوں لگا جیسے ایک برق سی میرے جسم میں دوڑ گئی ہو نظر جو پل بھر کو ملی تھی نیچی ہوتی چلی گئی اور اضطراراً منہ سے السلام علیکم حضور کے الفاظ ادا ہو گئے۔ حضور نے کھڑے ہو کر ناچیز کا استقبال کیا یہ پہلا موقع تھا کہ کسی خلیفہ کو میں اتنے قریب سے دیکھ رہا تھا اچانک حضور کا ہاتھ میرے ہاتھ میں آ گیا اور میرا سر جھکتا چلا گیا حتیٰ کہ اس ہاتھ کو میں نے بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگا کر ایک عجیب طمانیت کا احساس کیا۔ کافی دیر تک حضور ناچیز کے ساتھ بات چیت کرتے رہے۔ مجھے اس وقت پتہ چلا کہ ناچیز پر توجہ کا سبب میرے والد محترم تھے جو خلافت رابعہ کے ابتدائی دنوں میں پاکستان میں حیدر آباد سندھ میں حضور سے ملاقات کر چکے تھے۔ حضور نے بڑے پیارے انداز میں اس سارے واقعہ کا ذکر فرمایا۔ فرمایا: ’’آپ کے والد صاحب نے میرا ہاتھ پکڑا تو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک مجھ سے (یعنی خلیفہ الرابع) سے یہ وعدہ نہیں لے لیا کہ میں (حضور) ان کے چھوٹے بیٹے صابر صدیقی پر خصوصی توجہ کروں گا۔ اور روسی زبان کے تعلق سے اس کو یعنی خاکسار کو کسی خدمت پر مامور کروں گا‘‘۔ پھر فرمایا: آپ کے والد ماشاء اللہ بڑے خوبصورت اور لمبے قد والے ہیں۔ اب کیسے ہیں وہ۔

اس ملاقات کے بعد یوں لگا جیسے میری دنیا ہی بدل گئی ہو۔ ایسا محسوس ہونے لگا کہ حضور کی سحر خیز شخصیت نے جیسے مکمل طور پر میرا احاطہ کر لیا ہو اور اب اٹھنے والا ہر قدم حضور کے تصرف کا پابند ہو۔ اس ملاقات کے دوران حضور نے اُس کام کی تفصیل ناچیز کو بتائی جس کے لئے لندن میں میری طلبی ہوئی تھی۔ معاملہ تھا قرآن مجید کے روسی زبان میں ترجمہ کا جس کا بیشتر حصہ مولوی جلال الدین شمس صاحب کے لندن میں قیام کے دوران ہو چکا تھا۔ یہ ترجمہ سوشلسٹ انقلاب کے بعد ایک تارک وطن روسی پادری نے کیا تھا۔ مولوی مبارک احمد ساقی نے ناچیز کو بتایا کہ ایک طویل عرصہ سے ایسے کسی احمدی شخص کی تلاش تھی جو اس ترجمہ کو دیکھ سکے اور ترجمہ کی نوعیت کے بارے میں گہرائی سے مطالعہ کر کے اس بات کا تعین کرے کہ ترجمہ واقعی اس لائق ہے کہ اس کو جماعت کی جانب سے شائع کیا جا سکے۔ کام خاصہ پیچیدہ اور سنجیدہ تھا اور وقت اس لحاظ سے بہت کم چنانچہ طے یہ کیا گیا کہ ناچیز یہ کام اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں رہ کر یکسوئی کے ساتھ شروع کرے۔ فوراً مجھے سامان کے ساتھ اسلام آباد منتقل کر دیا گیا۔ ہندوستان سے آتے ہوئے اپنے ہمراہ میں نے اپنے تمام اوزار یعنی لغات لے لی تھیں جو اس کام کے دوران بہت کام آئیں ترجمہ کی نظر ثانی اور اس سے متعلق دیگر امور میں مدد کیلئے پاکستان سے حکیم خاور صاحب کو طلب کیا گیا تھا۔ حضور کے حکم کے مطابق خاکسار کے قیام وطعام کا بہترین انتظام کیا گیا اور ایک گوشہ مخصوص کر دیا گیا جہاں بیٹھ کر میں پہلے ہی پل سے ترجمہ کے کام میں مشغول ہو گیا کام کا سلسلہ روزانہ صبح فجر کی نماز کے فوراً بعد شروع ہوتا اور رات تقریباً گیارہ بجے تک رہتا بس درمیان میں کھانا بنانے اور کھانا کھانے کیلئے یا نمازوں کی ادائیگی کیلئے ہی اٹھتا۔ یوں تو لنگر کا کھانا ہر وقت دستیاب تھا لیکن چونکہ خاکسار نے خواہش ظاہر کی کہ اپنا کھانا خاکسار خود ہی بنائے گا اس لئے حضور نے ازراہ عنایت ناچیز کو نہ صرف اس کی اجازت دی بلکہ حکم دیا کہ ناچیز کو جس چیز کی ضرورت ہو فوراً وافر مقدار میں مہیا کی جائے۔ چنانچہ فوراً مجھے وہ کمرہ دکھایا گیا جس کو گوشت کے لئے بطور فریزر استعمال کیا جاتا تھا۔ مجھے اجازت تھی کہ جب چاہوں جتنا چاہوں گوشت وہاں سے منگوا لوں دو ایک روز گوشت منگوایا بنایا خود بھی کھایا اور دیگر دوستوں کو بھی جو اسلام آباد میں قیام پذیر تھے کھلایا لیکن دو ایک دن بعد دل گوشت سے اکتانے لگا اور سبزیوں اور دالوں کا طلبگار ہونے لگا۔ چنانچہ حضور کی خدمت میں ایک چٹھی کے ذریعہ عرض گزاری کہ حضور ناچیز کو سبزیوں اور دالوں کی ضرورت ہے ناچیز کی یہ خواہش بھی فوراً پوری کر دی گئی۔ یہ ساری باتیں اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ حضور کی عنایات کا ذکر کرتا چلوں جن سے قدم قدم پر ناچیز کو نوازا گیا۔

قرآن مجید کے ترجمہ کی نظر ثانی کا کام روزانہ گھنٹوں چلتا اور روزانہ حضور کو اس کی ایک رپورٹ جاتی حضور کی خدمت میں ہر بار دعا کی درخواست بھی کرتا کہ حضور خصوصی دعاؤں سے نوازیں کہ یہ اتنا بڑا کام بحسن وخوبی انجام کو پہنچے کلیم خاور صاحب بھی میری مدد اس طرح کیا کرتے کہ ڈکشنری سے اگر کسی لفظ کی تلاش ہوتی تو وہ اس کو تلاش کر کے مجھے بتایا کرتے قرآن مجید کا ترجمہ جو روسی پادری نے کیا تھا تقریباً قرآن مجید کے اصل متن کے مطابق ہی تھا سوائے اس کے کہ آخر کے دو تین پاروں میں نہ صرف یہ کہ غلطیاں بڑھتی چلی گئیں بلکہ گمان ہونے لگا کہ یا تو دانستہ اصل متن سے ہٹنے کی کوشش کی گئی یا پھر شاید مترجم ہی بدل گیا ہوگا ترجمہ کا اسلوب ہی نہیں زبان میں بڑا فرق محسوس ہونے لگا۔ چنانچہ ان سیپاروں کا ترجمہ ازسرنو ناچیز نے کیا۔

لندن میں قیام کے دوران معمول یہ رہا کہ ہفتہ میں چھ روز اسلام آباد میں ترجمہ کے کام میں صرف ہوئے اور جمعہ کے روز مسجد فضل لندن میں نہ صرف اس روز جمعہ کی نماز ادا ہو پاتی بلکہ حضور انور کے دیدار بھی نصیب ہوتے خطبہ جمعہ بھی مل جاتا اور حضور سے شرف ملاقات بھی حاصل ہوتا۔ ناچیز کو دیکھ کر حضور ہمیشہ مسکرا دیتے اور پوچھتے ’’کہیئے صدیقی صاحب کام کیا چل رہا ہے۔ کوئی تکلیف تو نہیں‘‘ تکلیف وہاں کیا ہونی تھی لیکن یہ حضور کے بے پناہ الطاف واکرام کی ایک ادنیٰ سی جھلک تھی۔ کبھی کبھی حضور خاکسار کو اپنے چیمبر میں بلا لیا کرتے جہاں بہت سی باتیں ہوا کرتیں۔ ایک دن ناچیز نے دریافت کیا کہ حضور تبلیغ کرنے کا بہترین طریق کیا ہے؟ فرمایا: تبلیغ شروع کرنے سے قبل یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ جس کو تبلیغ کرنا مقصود ہے وہ کیا ہے کون ہے، اس کی شخصیت کو سمجھے بغیر تبلیغ کا حق پورا نہیں ہو سکتا۔ حضور کو بخوبی علم تھا کہ خاکسار ایک طویل عرصہ ماسکو میں رہا ہے۔ اور اس دور میں رہا ہے جب سوشلزم اپنے عروج پر تھا۔ حضور کو یہ احساس بھی تھا کہ سوشلزم کا اثر ناچیز پر بھی کسی نہ کسی حد تک پڑا ہوگا۔

ایک ملاقات میں خاکسار نے حضور سے پوچھ ہی لیا کہ حضور اشتراکیت کو کس نظر سے دیکھتے ہیں حضور کا جواب سن کر ششدر رہ گیا اتنا مکمل اور اسقدر جامع مگر مختصر جواب کی مجھے قطعی توقع نہیں تھی اور وہ بھی ایسے جواب کی جو اشتراکیت سے متاثر ذہنوں کو کلیتاً مطمئن کر دے۔ حضور کا جواب تھا Plus god communism is Islam and menius God Islam is communism. یعنی اشتراکیت میں خدا کو شامل کر لو تو اسلام ہے اور اسلام سے خدا کو خارج کر دو تو اشتراکیت ہے۔ اس واقعہ سے حضور کی اس نصیحت کی تصدیق ہوتی کہ تبلیغ سے قبل یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ وہ شخص کون ہے کیسا ہے جس کو تبلیغ کرنا مقصود ہے۔

جمعہ کے روز صبح سے شام تک مسجد فضل میں ہی گزرتی اور ساری نمازیں وہیں ادا ہوتیں جو نماز کی قیادت حضور انور فرماتے اور نماز کے وقت اپنے چیمبر سے نکل کر عقبی سیڑھیوں سے ہوتے ہوئے بڑی تیز رفتار سے مسجد کی طرف آتے۔ قدم اتنے تیز ہوتے۔ اکثر اوقات ان کے ساتھ چلنے والے حفاظتی عملے کو دوڑنا پڑتا۔ اس وقت مسجد فضل کی چہار دیواری زیادہ اونچی نہیں تھی۔ اکثر خاکسار کو خیال گزرتا کہ یہ چہار دیواری حفاظتی نقطہ نظر سے ناکافی ہے کوئی بھی شرارت

ممکن ہے۔ لیکن بفضلہٖ تعالیٰ ایسا کچھ بھی ہوا نہیں۔ گیٹ پر خاصی کڑی نگرانی رہتی تھی۔ حضور کی حفاظت کی ذمہ داری میجر محمود صاحب کے سپرد تھی جو خاصے چاق و چوبند رہتے تھے اور اپنے اسٹاف کو بھی الرٹ رکھتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد ہمیشہ حضور پرنور کے پروانے اس کپ کی جانب دوڑتے جس سے خطبے کے دوران حضور چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے لیا کرتے تھے۔ اوروں کی دیکھا دیکھی ایک روز میں بھی اس پیالی کے مشروب سے فیضیاب ہوا میرا خیال تھا کہ اس میں چائے ہوتی ہوگی لیکن جب اس کا ایک گھونٹ خاکسار نے لیا تو پتہ چلا کہ ایک ایسا قہوہ ہے جس میں چھوٹی الائچی وغیرہ ڈالی گئی ہے۔ بہر حال بے حد لذیذ لگا اس لئے بھی کہ وہ ایک ایسا تبرک تھا جس نے حضور انور کے لبوں کو چھوا تھا۔

اتفاق ایسا ہوا کہ اس سال عید میرے قیام کے دوران پڑی جس کی نماز اسلام آباد میں پڑھی گئی۔ اسلام آباد میں رہنے والے ہر شخص کو جن میں متعدد مبلغین اور اسوقت ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر کرنل فضل صاحب بھی شامل تھے حضور نے بطور عیدی پانچ پانچ پاؤنڈ عطا کئے۔ عید کی دعوت کا اہتمام بھی اسلام آباد میں ہی کیا گیا جس میں لندن اور گردونواح سے نماز کیلئے آئے ہوئے جملہ احمدی احباب نے شرکت کی۔

ترجمہ کا کام تقریباً پایہ تکمیل کو پہنچ رہا تھا۔ جیسا کہ اوپر عرض کیا روز رپورٹ حضور کی خدمت میں جاتی تھی۔ ایک دن محترم مبارک احمد ساقی صاحب نے اطلاع دی کہ حضور ناچیز کو انگلستان کی سیر کروانا چاہتے ہیں۔ خاکسار نے حضور کی خدمت میں عرض گزاری کی کہ ابھی خاصہ کام باقی ہے یہ ختم کرلوں لیکن حکم ہوا کہ باقی کام بعد میں۔ چنانچہ ایک احمدی دوست جناب عبدالحمید صاحب کو میرا ہمراہی مقرر کیا گیا جنہوں نے انگلستان کی سیر بڑے پیار کے ساتھ کروائی۔ بہت دلچسپ انسان تھے کئی باتیں بڑے پتے کی انہوں نے بتائیں ان میں ایک یہ تھی کہ صدیقی میں تو جہاں جاتا ہوں وہیں کا کھانا کھاتا ہوں۔ چنانچہ جہاں گئے وہیں کا کھانا کھلوایا۔ سارا خرچ حضور کے حکم کے مطابق جماعت نے ہی اٹھایا۔ عبدالحمید صاحب پھل وغیرہ بھی خاص مقدار میں ساتھ لے کر چلتے تھے۔ اس سیر و سیاحت میں وقت اندازے سے کچھ زیادہ ہی لگ گیا جس کی وجہ سے قرآن کریم روسی کا انڈکس تیار نہ ہوسکا۔ بہر حال کیونکہ چھٹیاں ختم ہو رہی تھیں اور واپسی کا وقت قریب تھا اس لئے طے پایا کہ انڈکس جلد از جلد ہندوستان پہنچ کر تیار کردوں گا۔ حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ واپسی ٹکٹ اگر وایا کراچی پاکستان بن جائے تو اپنے ان عزیزوں سے ملاقات کرلوں جن کی صورت تقسیم کے بعد سے نہیں دیکھ پایا ہوں۔ حضور نے کمال شفقت سے خاکسار کی التجا قبول کرلی اور واپسی کا ٹکٹ وایا کراچی بنوا دیا۔ اب ایک اور مشکل تھی کہ میرے پاس کراچی کا ویزا نہیں تھا اور لندن سے ویزا حاصل کرنا جوئے شیر لانے کے برابر تھا۔ لیکن وہ مشکل ہی کیا جس کا حضور کے پاس حل نہ ہو۔ چنانچہ مولوی محمد عیسیٰ صاحب کے حوالے یہ کام کیا گیا کہ مجھے پاکستان کا ویزا دلوائیں۔ اور سچ مچ اپنے رسوخ کو بروئے کار لاتے ہوئے انہوں نے میرے لئے ویزا کا انتظام کردیا۔

وقت رخصت حضور نے ازراہ شفقت خاکسار کو ایک چمڑے کا کٹ جس میں سفر کے دوران ضرورت کی ہر چیز موجود تھی عطا کیا اور میرے والد محترم کے لئے اپنی ایک تصویر دی جس کو والد صاحب تا زندگی اپنے سینے سے لگائے رہے۔ حضور نے قیام لندن کے دوران یہ بھی بتایا کہ آپ کے والد نے جب میرے ہاتھ پکڑ کر نہیں چھوڑے تو میں نے ان کو یقین دلایا کہ آپ اپنے بیٹے کو میرے پاس بھیجیں انشاء اللہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی" لندن سے واپسی کے بعد سچ مچ میرے والد صاحب مجھ سے بہت خوش رہے اور 1991 میں وفات تک بیشتر حصہ خاکسار کے ساتھ رہے اور سرپرستی کرتے رہے۔ ہمارے پورے خاندان کیلئے اس کے کسی فرد کے ذریعہ قرآن مجید کا روسی ترجمہ باعث فخر بن گیا چنانچہ کراچی پہنچ کر اپنے بہن بھائیوں کا تو پیار ملا ہی کراچی میں جگہ جگہ استقبالیہ جلسے ہوئے اور قرآن کے روسی میں ترجمے کے تعلق سے بہت سے سوالات بھی پوچھے گئے۔ کچھ دوست ایسے بھی تھے جو روس کے بارے میں جاننا چاہتے تھے۔ ایسے ہی ایک دوست نے سوال کیا کہ یہ بات کہاں تک درست ہے کہ روس میں جو لوگ جاتے ہیں ان کی برین واشنگ ہو جاتی ہے میں نے جواباً سوال کیا کہ کیا مجھے دیکھ کر بھی آپ کو ایسا ہی لگ رہا ہے اس پر ایک زور دار قہقہہ پڑا۔ حقیقت یہ ہے کہ میری اصل برین واشنگ تو حضور کی صحبت میں رہ کر ہوئی تھی اور ذہن کی ساری پراگندگی دھل چکی تھی۔

بہر حال کراچی سے واپس ہندوستان آیا اور دوبارہ اعتدال پر آنے میں ذرا وقت لگا جس کی وجہ سے قرآن کریم کا روسی انڈکس تیار ہونے میں تاخیر ہوئی حضور کا خط ملا نہایت محبت بھرا جس میں انڈکس کے تعلق سے غالب کا مندرجہ ذیل شعر حضور نے تحریر فرمایا:

عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب
دل کا کیا رنگ کروں خون جگر ہونے تک

اللہ کیا کیا انداز تھے حضور کے۔ شرمندہ ہوگیا اور دن رات کام کر کے انڈکس بھجوا دیا۔ قرآن روسی میں شائع ہوا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ایک کاپی حضور نے ناچیز کے لئے بھی اپنی دعاؤں کے ساتھ بھجوائی تھی مگر افسوس وہ مل نہ سکی۔

سن 1991 میں حضور قادیان تشریف لائے۔ والد صاحب کا انتقال چند روز قبل ہی ہوا تھا۔ کراچی اور راولپنڈی سے تین بھائی ایک بہن وغیرہ آئے ہوئے سب لوگ حضور کے استقبال کے لئے دہلی مشن میں اکٹھا ہوئے۔ ہم سب ایک ساتھ ایک طرف کھڑے تھے۔ حضور گیٹ سے داخل ہوئے دل دھڑکا کہ شاید چھ برس بعد حضور پہچان نہ پائیں۔ اچانک حضور سے میری نظر ملی اور حضور نے "ارے صدیقی صاحب کہتے ہوئے تیزی سے میرے قریب آگئے۔ ایسی یادداشت کہ الامان ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں میں جس سے ایک بار مل لیتے بھولتے نہیں تھے۔ مصافحہ کیا ہاتھ کو بڑی گرمجوشی سے دبایا اور پہلا سوال جو کیا وہ یہ تھا: آپ کے والد صاحب کیسے ہیں اور جب ان کو یہ بتایا کہ آپ کا انتظار کرتے کرتے آپ کی آمد سے کچھ روز قبل چھ اور سات دسمبر کی درمیانی شب ان کا انتقال ہوگیا تو بہت دیر تک اظہار افسوس کرتے رہے سب عزیز ان کا تعارف کروایا ان میں سے بھی کئی کو حضور نے پہچان لیا۔ مشن میں ظہر کی نماز کے بعد باہر نکلتے ہوئے ایک بار پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا" قادیان میں ملیں" لیکن افسوس کہ قادیان میں مل نہ سکا کیونکہ سیکرٹری صاحب وقت نہ دے سکے۔ بہر حال اسی دوران ایک نظم کہی حضور ہی کے تعلق سے۔ وہ نظم سارے بھائیوں اور عزیزوں کو بہت پسند آئی اور میرے محترم بھائی کبیر الدین نے اس کو کاتب سے خوشخط لکھوا کر فریم کروا دیا۔ خواہش تھی کہ سب بھائی نور الدین ولی الدین کبیر الدین ناصر الدین شجاع الدین اور بہنوئی اشفاق حسین صاحب سوائے مصباح الدین صاحب کے جو موجود نہ تھے حضور کی خدمت میں یہ نظم پیش کریں گے لیکن چونکہ سیکرٹری صاحب سے وقت نہیں مل پایا اس لئے ان کو دے دی گئی کہ حضور کی خدمت میں پیش کردیں۔ حضور لندن لوٹ گئے اور تقریباً ایک برس بعد ایک خط حضور کا ملا جس میں حضور نے میری ایک اور نظم کا ذکر کیا تھا جو بدر میں شائع ہوئی تھی جن الفاظ سے حضور نے ناچیز کو اس خط میں نوازا وہ میری زندگی کا گرانقدر سرمایہ ہیں فرمایا: "10 دسمبر کے بدر میں "ضیا پاش" ظاہر ہے خود معجزہ کے عنوان سے آپ کی نظم پڑھی...... زبان بھی پر لطف ہے۔ اور سلجھا ہوا کلام ہے کیا خوب کلام ہے۔

سراپا شقاوت مجسم ریا
اندھیروں کا پالا ہوا تھا ضیا

یہ شعر بھی بہت عمدہ ہے

مرا جاکے فرعون ثانی وہاں
ملے بوند بھر بھی نہ پانی جہاں

لیکن "مرا جاکے" کی بجائے ہوا غرق فرعون ثانی وہاں کریں تو یہ فصیح ہو جائے گا اور یہ استعمال بیڑا غرق ہونے کے معنی میں مضمون میں اور بھی نکھار پیدا کردے گا" اس توجہ اور اس محبت پر کون ہے ایسا جو حضور پر جان فدا نہ کرے۔ ایسی مصروفیت میں بھی ناچیز کے کلام پر ایسی برمحل اصلاح موزوں ترین الفاظ کے استعمال کا مشورہ کہ سچ مچ مصرع کو چار چاند لگ گئے اتنا سب کچھ لکھنے کے بعد حضور تحریر فرماتے ہیں آئندہ خط میں اپنا تعارف تو کروائیں کیا آپ وہی صابر صدیقی ہیں جو رشین زبان کے اسکالر ہیں اور رشین ترجمۃ القرآن کے لئے یہاں لندن تشریف لائے تھے۔ اگر تو وہی ہیں تو ماشاء اللہ بڑے چھپے رستم نکلے ہیں۔ مجھے تو آپ کے اس جوہر کا علم ہی نہیں تھا۔ اللہ مبارک کرے اور ہر آن فضل فرمائے۔ یہ خط محررہ 25-2-1993 ایڈیٹر بدر کی معرفت خاکسار کو موصول ہوا۔ اس طرح حضور شاعری میں میرے استاد بن گئے۔ بعد میں بھی کئی نظمیں پڑھیں۔ حضور نے تبصرہ فرمایا اور بہترین مشوروں سے نوازا۔ یہاں ان ساری باتوں کا ذکر صرف اس لئے ہے کہ ان احسانات کو سب کے ساتھ مشترک کردوں جن سے حضور وقتاً فوقتاً ناچیز کو نوازتے رہے۔ ہاں وہ نظم جو خاکسار نے حضور کے سیکرٹری صاحب کو دی تھی فی الحال قادیان کی لائبریری میں موجود ہے جس سے محسوس ہوتا ہے کہ حضور تک وہ پہنچی ہی نہیں تھی ورنہ حضور میری بعد کی نظم پڑھ کر تعجب اور حیرت کا اظہار نہ فرماتے۔

1991 میں جلسہ سالانہ قادیان کے بعد حضور سے خط و کتابت تو جاری رہی لیکن بالمشافہ ملاقات نہ ہوسکی۔ خواہش تھی جو اب حسرت میں تبدیل ہوگئی ہے۔ حضور جسمانی طور سے بہت دور جا چکے ہیں۔ اپنی دینی خدمات تقویٰ اور طہارت کے نتیجہ میں یقیناً غفور الرحیم خدا کے سایہ رحمت میں ہوں گے لیکن دور جا کر بھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ دور کہیں نہیں گئے۔ اب بھی ہمارے درمیان ہیں حضور کے دور خلافت میں لاتعداد معجزے ہم نے دیکھے ہیں۔ ان عظیم الشان معجزات میں سے ایک ایم ٹی اے ہے۔ دنیا کو بالعموم اور جماعت احمدیہ کو بالخصوص بہترین تحفہ۔ جب بھی ایم ٹی اے دیکھتا ہوں حضور کوئی نہ کوئی مجلس سجائے مسکراہٹیں بکھیرتے کبھی پیچیدہ سوالوں کا جواب دیتے کبھی سنجیدہ موضوعات پر خطبات دیتے کبھی مجالس عرفان میں معرفت کے رموز سے پردہ اٹھاتے دکھائی دیتے ہیں ایم ٹی اے کو اسی لئے عظیم الشان معجزہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس مقدس وجود کی فکر نے ایم ٹی اے کے تصور کو جنم دیا اور جسکی مسلسل جدوجہد اور کوششوں نے اسے عالم حقیقت میں اتارا وہ اسی کے توسط سے آج بھی ہمارے درمیان موجود ہے۔

خیالات کا مجمع ہے جو امنڈ رہا ہے یادوں کا تسلسل ہے جو ذہن میں ورق در ورق ابھرتا آتا ہے لیکن الفاظ قاصر ہیں ان سب کا احاطہ کرنے میں پھر بھی یہ وہ خیال آفریں موضوع ہے کہ جس کے بارے میں قلم اٹھتے رہیں گے۔ تذکرے ہوتے رہیں گے۔ یہ وہ باب ہے جو کبھی بند نہیں ہوگا۔ اور یہ وہ سرچشمہ ہے جس سے موجودہ نسل ہی نہیں بلکہ آنے والی نسلیں بھی سیراب ہوتی رہیں گی۔ لاریب۔

گلدستۂ درویشان کے وہ پھول جو مرجھا گئے

از فخر الحکماء ممتاز الاطباء حکیم چوہدری بدرالدین عامل بھٹہ ﷺ

۱۹۴۸ء سے لیکر ۲۰۰۴ء تک ہر سال گلدستہ درویشان میں سے کوئی نہ کوئی پھول مرجھا جاتا رہا صرف ۱۹۵۵ء ہی ایک ایسا سال گزرا ہے جس میں ہم، کسی بھائی کے بچھڑتے کے غم سے محزون نہیں ہوئے۔ میں اس عنوان پر لکھتے ہوئے سال ۱۹۶۹ء تک آن پہنچا ہوں اس سال پر نگاہ ڈالتے ہی تین گلوں کا مجموعۂ غائب نظر آتا ہے۔ یہ بزرگ سادگی کا ایک مثالی نمونہ تھے ایسی سادگی جو ہمارے آقا سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ مطالبات تحریک جدید میں ہم سے چاہتے تھے۔

مکرم ملک خیرالدین صاحب درویش

مکرم ملک خیرالدین صاحب ولد ملک کرم دین صاحب۔ آپ پیدائش کے لحاظ سے موضع لودی ننگل کے رہنے والے تھے۔ آخری عمر قادیان میں گزارنے کے ارادہ سے ۱۹۴۰ء کے لگ بھگ گاؤں سے ہجرت کر کے قادیان آگئے تھے کچھ عرصہ کرایہ کے مکانات میں گزارا پھر جب قادیان کے محلہ جات میں توسیع ہوئی اور دارالرحمت کے شمال میں محلہ دارالیسر آباد کرنے کا منصوبہ بنا تو محترم ملک خیرالدین صاحب نے بھی اس میں پانچ مرلہ کا پلاٹ خرید لیا اور اس میں ایک سادہ سا مکان ایک کمرہ ایک باورچی خانہ سٹور اور غسلخانہ وغیرہ سہولیات فراہم کر کے اس میں آباد ہو گئے مسجد محلہ دارالیسر جو ابتدائی تعمیری مراحل میں تھی اس میں آپ پانچوں وقت نظر آتے۔ گویا آپ کے دم سے مسجد آباد اور پُر رونق تھی اذان دینے کا فریضہ بھی اکثر آپ ہی ادا کرتے۔ مسجد کی صفائی رکھنا مسجد کی تعمیر کیلئے پڑے ہوئے سامان کی نگرانی رکھنا یہ آپ کا معمول تھا۔ آپ یہ سب کچھ کسی معاوضہ کے شوق میں نہیں کرتے تھے بلکہ مسجد کی صفائی اور سامان کی نگرانی کو ذریعہ نجات جانتے تھے۔

۱۹۴۷ء میں جب حالات قابو سے باہر ہو گئے اور قادیان کی آبادی کو مجبوراً ہجرت کرنا پڑی تو ان ایام میں بوڑھوں بچوں اور خواتین کو ترجیحی بنیاد پر ٹرکوں پر بھجوانے کا سلسلہ جاری تھا ملک صاحب بھی ایک کنوائے میں پاکستان چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد جب حضور انور رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو حضور نے پوچھا کہ آپ تو زندگی کے آخری دن قادیان میں گزارنے کیلئے وہاں گئے تھے آپ یہاں کیوں چلے آئے تو عرض کیا حضور مجھ سے غلطی ہو گئی۔ انتظام کرنے والوں نے مجھے بوڑھا سمجھ کر ٹرک میں بٹھا دیا میں یہاں چلا آیا اب پچھتا رہا ہوں کہ میں کیوں آیا اور اب کس طرح واپس جاؤں حضور نے فرمایا دفتر میں واپس قادیان جانے والوں میں اپنا نام لکھوا دو۔ میں نے دفتر میں آکر اپنا نام قادیان جانے والوں کی فہرست میں لکھوا دیا اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں پھر قادیان پہنچ گیا۔

دارالمسیح کے نچلے حصہ میں چار پانچ کمرے خالی کر کے ان میں معمر بزرگوں کو رکھا گیا تھا تا سب آسانی سے مسجد مبارک میں نمازوں کیلئے جا سکیں۔ اور ان کی خدمت کیلئے چند نوجوان درویشوں کی ڈیوٹی رہتی تھی جو انہیں لنگر خانہ سے کھانا لا کر کھلاتے اور اگر کوئی بزرگ بیمار ہوتا تو انہیں احمدیہ شفاخانہ سے دوا بھی لا کر دیتے ملک صاحب سے جب بھی پوچھا جاتا کہ آپ کا کیا حال ہے کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔ تو کہتے شکر الحمد للہ ہمیں یہاں بہت آرام اور سکون ہے۔

کھانسی کا عارضہ آپ کو لاحق تھا جو آہستہ آہستہ بڑھتا چلا گیا اور اس وجہ سے بعض اوقات تو سانس لینا بھی مشکل ہو جاتا جو وسائل میسر تھے ان کے علاج میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی مگر مرض بڑھتا ہی چلا گیا آپ کی عمر بھی اسی سال سے تجاوز کر چکی تھی آخر تقدیر الٰہی غالب آئی اور ہنستا بستا مہکتا گلشن چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کی طرف پرواز کر گئے۔ مورخہ ۶۹-۶-۲۳ کو رات قریب ۹ بجے آپ نے وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مورخہ ۶۹-۶-۲۴ کو بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔

مکرم بابا فضل احمد صاحب درویش

ولد میر داد صاحب ساکن گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ

۱۹۴۷ء میں ۱۵ نومبر کو آخری قافلہ پاکستان جانے کے بعد جو درویشان قادیان میں رہ پڑے تھے وہ سوائے ۱۲-۱۰/ افراد کے جو انصار اللہ کی عمر میں تھے باقی تمام درویش نوجوان تھے اس لئے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۴۸ء میں جن درویشوں کا تبادلہ ناگزیر تھا ان کی جگہ تبادلہ میں معمر افراد کو بھجوایا۔ ۱۳ مئی ۱۹۴۸ء میں جو قافلہ آیا وہ سب بزرگ افراد پر مشتمل تھا۔ اسی قافلہ میں مکرم چوہدری (بابا) فضل احمد صاحب آف گھٹیالیاں قادیان آکر درویشان میں شامل ہوئے تھے۔ زبان ٹھیٹھ پنجابی۔ لباس ٹھیٹھ پنجابی۔ آواز بلند رعب دار قد لمبا جسم بھرا ہوا۔ گاؤں میں آپ نمبردار تھے۔ چال ڈھال بول چال اور رکھ رکھاؤ میں خالص نمبردار سوال کرنے کی عادت نہیں تھی اپنا چھوٹا موٹا جو بھی کام درپیش ہو خود کرتے تھے۔ بزرگوں کی روٹی لنگر خانہ سے لا کر دینے اور احمدیہ شفاخانہ سے بوقت ضرورت دوائی لا کر دینے کیلئے خدام ڈیوٹی پر موجود تھے مگر بابا جی جب تک چلنے پھرنے کے قابل تھے یہ جملہ کام خود ہی کر لیا کرتے تھے۔ اپنے کپڑے بھی خود دھو لیا کرتے۔

عمر کی کوئی پختہ تاریخ یاد نہیں تھی اس بارہ میں پوچھنے پر بتایا کرتے کہ گھونا بادشاہ جب تخت پر تھا۔ میں اس وقت ۲۵-۲۰ سال کا گبرو جوان تھا۔

ایڈورڈ ہفتم گھونا بادشاہ کے نام سے مشہور ہے سبب اس کا یہ تھا کہ ملکۂ وکٹوریہ کا انتقال ۱۹۰۵ء میں ہوا۔ تو اس کی جگہ ایڈورڈ ہفتم جو ملکۂ وکٹوریہ کا بڑا بیٹا تھا سلطنت انگلشیہ کا حکمران ہوا۔ اس زمانہ میں وہاں ایک طبقہ ان کی حکومت کے خلاف تھا تاج پوشی کیلئے جو بھی پروگرام طے ہوتا اس کو بعض سازش پسند تارپیڈو کر دیتے اور بات بھی ملتوی ہو کر کسی اگلے وقت پر ڈال دی جاتی دو تین دفعہ ایسا ہوا۔ آخر ۱۹۱۱ء میں ان کی وفات ہو گئی اس طرح یہ شخص برطانیہ کا بے تاج بادشاہ رہا چونکہ تاج سر پر نہیں تھا۔ برطانوی سکہ پر جو انڈیا میں بھی چلتا تھا بے تاج فوٹو ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے آن کو عوام الناس گھونا بادشاہ کے نام سے جانتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا جارج پنجم حکمران ہوا چونکہ برطانیہ میں بعض سازشوں کے باعث ان کے والد کی تاج پوشی نہ ہو سکی تھی اس لئے جارج پنجم کی تاج پوشی دہلی میں ہونا قرار پائی۔ اور جارج پنجم واحد برطانوی حکمران ہے جس کی تاج پوشی ہندوستان میں ہوئی۔

بابا جی کی عمر کا اندازہ اگر ایڈورڈ ہفتم کے دور حکومت کے وسط سے لگایا جائے تو قادیان آنے کے وقت بابا جی کی عمر ۶۷ سال ہوتی ہے اور اس میں زمانہ درویشی کا عرصہ ۲۲ سال جمع کیا جائے تو ۸۹ سال ہوتے ہیں۔ بلاشبہ بابا جی وفات کے وقت ۹۰ سال کے قریب تھے۔

گھٹنوں اور جوڑوں میں درد کے باعث اور چونکہ جسم بھی خاصا بھاری تھا، آپ صاحب فراش ہو گئے علاج جاری رہا مگر آپ اٹھ کر چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہو سکے کئی سالوں تک آپ چارپائی پر رہے نظر بھی جواب دے گئی تھی۔ اور سماعت بھی کمزور تھی لیٹے لیٹے بیڈسور بھی ہو گیا تھا۔ ان سب تکالیف کو بابا جی نہایت صبر وسکون سے برداشت کیا۔ جب بھی کوئی حال پوچھنے جاتا بابا جی نہایت بلند آواز سے کہتے وعلیکم السلام میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا ہوں آرام سے ہوں اور اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ ہر ایک جانے والے کے سامنے یہ الفاظ دہراتے۔ وقت گزرتا گیا کمزوری غالب آتی چلی گئی۔ اور آخر ۶۹-۱۱-۷ کی رات کو ساڑھے گیارہ بجے بابا جی کو اللہ تعالیٰ کے حضور سے دعوت کا پیغام آ گیا اور آپ یہ پیغام پانے کے بعد دار فانی کی تمام تر مصروفیات اور دلچسپیوں سے بے نیاز اس آواز پر لبیک لبیک کہتے ہوئے دارالقرار کی جانب پرواز کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جس طرح وہ دراز قد بلند حوصلہ تھے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کے مطابق آپ کو اپنے قرب میں مقام عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

مکرم مرزا بشیر احمد صاحب درویش

ولد مرزا بہادر بیگ صاحب موضع سوہل والی سوہل خورد ضلع گجرات

آپ بھی ان خدام میں سے تھے جنہیں مستقل خدمت کیلئے قادیان بلوایا گیا تھا اور انہیں صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے کچھ گزارا بھی دیا جاتا تھا۔ ۱۹۵۲ء میں جب دیگر درویشان کے بال بچے قادیان آئے تھے تو ان کی فیملی بھی قادیان آئی تھی کثیر العیال تھے اور گزارا تنگی سے ہوتا تھا نہایت سادہ طبیعت پائی تھی کئی دفاتر میں بطور مددگار کارکن خدمت کی توفیق پائی ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۴ء تک جب خاکسار افسر لنگر خانہ تھا مکرم مرزا بشیر احمد صاحب مہمانوں کو کھانا کھلانے کی ڈیوٹی پر متعین تھے۔ تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی اپنے دستخط کر لیتے تھے۔ ٹھیٹھ پنجابی بولتے تھے مگر یہاں کے ماحول سے متاثر ہو کر اردو پنجابی ملی جلی گفتگو بھی کر لیتے تھے جو نہایت پیاری لگتی تھی۔ جس ڈیوٹی پر بھی لگایا جاتا بڑی توجہ اور فرمانبرداری سے اسے بجا لاتے خوش رہتے تھے اور کچھ اونچا بھی سنتے تھے۔ آپ کی سادگی کا ایک لطیفہ یاد آ رہا ہے۔ جب متاہل زندگی کا آغاز ہوا تو ہر ایک کو اشیاء خوردونوش خریدنے میں بڑی احتیاط کرنا پڑتی تھی۔ تا محدود تنخواہ میں سب ضروریات پوری ہو سکیں۔ ایک شخص یہاں بکریوں کا دودھ چار آنے فی گڑوی کے حساب سے بیچا کرتا تھا مرزا صاحب نے بھی اس سے روزانہ ایک گڑوی دودھ لینا شروع کر دیا کئی ماہ گزر گئے ایک روز ایک دوسرے درویش نے پوچھا مرزا صاحب آپ بکریوں کا دودھ کس ریٹ پر لے رہے ہیں میری بھی مرضی ہے کہ اس سے بکریوں کا دودھ لگاؤں۔ بھینس کا مہنگا پڑتا ہے مرزا صاحب نے کہا ہم تو بکریوں کا دودھ نہیں پیتے بھینس کا لیتے ہیں۔ اس نے دوبارہ کہا کہ جو دودھ آپ لے رہے ہیں وہ بکریوں کا ہی ہے۔ مرزا صاحب نے کہا میری اہلیہ جٹی ہے اور وہ دودھ کی بہت اچھی پہچان رکھتی ہے حتی کہ وہ یہاں تک

جانکاری رکھتی ہے کہ دودھ سونگھ کر بتا سکتی ہے کہ بھینس نے چارا کونسا کھایا ہے چند روز بعد مرزا صاحب آرہے تھے کہ دیکھا دودھ دینے والا سکھ بھائی ایک جگہ بکریوں کا دودھ نکال رہا ہے۔ مرزا صاحب کو شک ہوا مگر خاموش رہے اور جب وہ دودھ لے کر چلا تو اس کے پیچھے پیچھے آئے وہ سیدھا مرزا صاحب کے مکان پر آیا اور دودھ دیکر چلنے لگا تو مرزا صاحب نے پوچھا بھائی صاحب آپ دودھ کس کا لاتے ہیں اس نے جواباً کہا بکری کا۔ مرزا صاحب خاموش ہو گئے اور پھر گھر جا کر اہلیہ سے کہنے لگے تو بڑی جٹی بنی پھردی سیں اوہ سانوں چھ مہینے توں بکریاں دا دودھ دے رہا ہے اور تم نے ایک دن نہیں سونگھ کر دیکھا۔ ہن پینڈی رہ بکریاں داہی۔

ایک مرتبہ آپ ویزا پر پاکستان جارہے تھے آپ کی اہلیہ بھی ساتھ تھیں ایک بزرگ حضرت حاجی محمد الدین صاحب درویش نے کہا کہ میری بھی اہلیہ اور بیٹیاں وہاں ہیں اگر میں ان کیلئے دو چار دوپٹے خریدوں تو آپ جا کر انہیں دیدینا آپ نے کہا ٹھیک ہے۔ حضرت حاجی صاحب نے انہیں آٹھ دوپٹے لے کر دیدیئے کہ عید کا موقعہ ہے دو پوتیوں اور نواسی کو بھی مل جائے گا۔ مرزا صاحب نے رکھ لیا۔ پھر محترم ملک صلاح الدین صاحب سے ملاقات ہوئی تو مرزا صاحب نے کہا کل پاکستان جارہا ہوں دُعا کریں سفر خیریت سے گزرے ملک صاحب نے کہا میں دُعا کروں گا اور ساتھ ہی کہا ہفتہ بعد عید آنے والی ہے اگر میں چند دوپٹے دوں تو آپ ساتھ لے جائیں گے؟ میں اپنے بیٹے کو لکھ دونگا۔ کہ وہ آکر آپ سے لے جائے مرزا صاحب نے ہاں کہہ دی اس پر محترم ملک صاحب نے بھی ۷-۸ دوپٹے دیدیئے چند اور درویشوں نے بھی بوجہ عید اپنے عزیزوں کیلئے دوپٹے دے دیئے۔ (دراصل ان دنوں ایک خاص قسم کا دوپٹہ چلا تھا جو اچھا بھی تھا اور مضبوط بھی اس وجہ سے خاص طور پر احباب کی توجہ ہوئی) ۱۹۶۵ء کی ہند پاک جنگ کی وجہ سے بارڈر کئی سال بند رہ کر کھلا تھا اور خال خال ویزا ملتا تھا اور مرزا صاحب نہایت سادہ تھے ایماندار تھے وفادار تھے سچ بولنے والے تھے۔ جب وہ بارڈر پر پہنچے اور کسٹم میں سامان چیک کرانے لگے تو اتفاق سے سب سے پہلے وہی سوٹ کیس سامنے آیا جس میں احباب کے دیئے ہوئے دوپٹے انہوں نے خاص طور پر الگ رکھ لئے تھے تا اپنے سامان میں مل نہ جائیں۔ اور مالکان کو دیتے ہوئے کوئی الجھن نہ پیش آئے انسپکٹر کسٹم نے دیکھتے ہی کہا کہ آپ کپڑے کا بیوپار کرتے ہیں۔ جو اتنے دوپٹے لئے جارہے ہیں۔ مرزا صاحب نے کہا نہیں۔ دوسرا بکس سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ میرا سامان تو یہ ہے۔ جس میں چند سوٹ زنانہ اور چار پانچ دوپٹے تھے انہوں نے پوچھا تو پھر یہ کیا ہے۔ کہنے لگے یہ مختلف لوگوں نے اپنے رشتہ داروں کو دینے کیلئے دیئے ہیں۔ میں نے الگ ہی رکھ لئے ہیں اس پر کسٹم والوں نے ان کی سادگی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے کہا کہ یہ جن جن کے ہیں ان کے نام لکھا دیں ان کا سامان ان کو واپس مل جائے گا اور جو آپ کا اپنا ہے وہ آپ بخوشی لے جائیں۔ مرزا صاحب وہ بکس وہیں چھوڑ کر اپنا سامان لے کر چلے گئے دو ماہ بعد جب واپس آئے تو سب نے پوچھا کہ ہمارے دوپٹے کسی کو بھی نہیں ملے وہ کیا ہوئے مرزا صاحب نے کمال سادگی سے جواب دیا کہ وہ آپ کو نہیں ملے۔ میں نے تو آپ کا نام وہاں لکھا دیا تھا۔

وفا کا مادہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا افسران کی اطاعت دل و جان سے کرتے تھے۔ اپنی اولاد کو بھی یہی نصیحت کرتے تھے نہایت درجہ کے صابر تھے اپنے معاملہ میں کسی غرض سے شور مچانے والے نہ تھے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے نتیجہ میں ایک دم قیمتیں بڑھ گئی تھیں۔ اور مہنگائی نے اوسط درجہ کے عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔ اور درویش تو پہلے ہی ہینڈ ٹو ماؤتھ تھے اس وقت بعض بعض گھروں میں چولہا تک نہ جلتا تھا اور سالن تو اکثر گھروں میں روزانہ نہیں پکتا تھا نمک مرچ اچار سے کام چلتا تھا جن درویشان کے کسی روز چولہا نہ جلنے کی خبر ملتی فوراً لنگر خانہ سے ان کے طعام کا انتظام کیا جاتا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا یہ حکم تھا کہ کوئی بھوکا نہ رہے۔ مرزا صاحب بھی کثیر العیال تھے اور آمد بہت کم آپ کے ہاں بھی چولہا نہیں جلا اور آپ نے اپنے صبر اور وفاء پر عمل کرتے ہوئے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی دوسرے روز یہ بات معلوم ہوگئی تو فوراً کھانے کا انتظام کیا گیا آپ وضو کر کے نماز کیلئے تیار تھے اہلیہ نے کہا کھانا آگیا ہے کھالیں کہنے لگے تم سالن گرم کرو میں اتنی دیر میں نماز پڑھ لیتا ہوں اہلیہ سالن گرم کر کے تیار ہو گئیں کہ مرزا سجدہ سے سر اٹھائیں تو کھانا پیش کردیں مرزا صاحب ہیں کہ سجدہ سے سر ہی نہیں اُٹھا رہے۔ آخر قریب آکر دیکھا تو مرزا صاحب ورلی زندگی کی مصنوعی لذات کو دھکا دیکر ایک ہی جست میں حقیقی دنیا میں جس کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں پہنچ چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں اس وفادار بندے پر اور ان کی اولاد پر اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کا مستقبل روشن اور تابناک بنائے اور مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب خاص میں مقام عطا فرمائے۔ آپ نے ۲۶ نومبر ۱۹۶۹ء کو اس دنیا کو چھوڑا اور ۲۷ نومبر ۶۹ء کو بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

❁❁❁

خصوصی درخواست دُعا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم کے پتہ میں پتھری کے سبب فضل عمر ہسپتال ربوہ میں کامیاب آپریشن ہوا ہے اور آپ روبصحت ہیں آپ ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی والدہ ماجدہ ہیں آپ کی عمر اس وقت قریباً 90 سال ہے۔

محترمہ موصوفہ کی شفائے کاملہ عاجلہ کیلئے احباب جماعت احمدیہ دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کی صحت میں برکت عطا فرمائے۔ آپریشن کی تمام پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر سلامت رکھے۔ (ادارہ)

اعلان نکاح

خاکسار کے نواسے عزیز مجیب احمد پسر بی ایم نثار احمد مرحوم آف بنگلور کے نکاح کا اعلان ہمراہ شائستہ تبسم صاحبہ دختر مکرم ڈاکٹر شبیر احمد صاحب مورخہ 28.2.04 کو مسجد مبارک قادیان میں بعد نماز عصر مکرم حکیم محمد دین صاحب نے بعوض مبلغ -/151000 حق مہر پر پڑھا۔ اس روز تقریب شادی عمل میں آئی احباب جماعت کی خدمت میں اس کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر -/200 روپے۔

(شیخ عبدالحمید عاجز۔ واقف زندگی درویش قادیان)

درخواست دُعا: عزیزم سلمان احمد ابن کرشن احمد بھدرک بیمار ہیں اُن کی مکمل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے اعانت بدر -/100 روپے (قمر احمد بھدرک اڑیسہ)

بقیہ صفحہ: (2)

علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا (نعوذ باللہ) چنانچہ وہ اپنی کتاب ''الجہاد فی الاسلام'' میں لکھتے ہیں:-

''جب وعظ و تلقین کی ناکامی کے بعد داعی اسلام نے تلوار ہاتھ میں لی ....تو رفتہ رفتہ بدی و شرارت کا زنگ چھوٹنے لگا طبیعتوں سے فاسد مادّے خود بخود نکل گئے روحوں کی کثافتیں دُور ہو گئیں اور صرف یہی نہیں کہ آنکھوں سے پردہ ہٹ کر حق کا نور صاف عیاں ہو گیا بلکہ گردنوں میں وہ سختی اور سروں میں وہ نخوت بھی باقی نہیں رہی جو ظہور حق کے بعد انسان کو اس کے آگے جھکنے سے باز رکھتی ہے؟''

گویا جماعت اسلامی کے نزدیک

☆ -اسلام کی کامیابی تلوار کی مرہون منت ہے۔

☆ -اور صحابہ کرام نے جو حق کا نور دیکھا اور خدا کے آگے سربسجود ہوئے تو دراصل وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا کرشمہ تھا۔ (نعوذ باللہ)

تلوار کے اس انقلاب کو جماعت اسلامی اور اس کی ہمنوا دیوبندی اور وہابی جماعتیں صرف بنگلہ دیش میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں پھیلانا چاہتی ہیں (دیکھو حقیقت جہاد صفحہ ۶۳)

جماعت اسلامی اور اس کے ہمنوا یہ تشدد پسند اسلام قبل ازیں پاکستان افغانستان اور بعض اور خطوں میں کسی قدر نافذ کر کے اس کا انجام بھگت چکے ہیں۔ اس اسلام کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہ آج تک غیر مسلموں میں تو نافذ نہیں کیا جاسکا البتہ اپنے کمزور بھائیوں پر ضرور نافذ کیا گیا ہے۔ چنانچہ گزشتہ قسط میں ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں کہ یہ مخصوص اسلام پاکستان میں پہلے احمدیوں پر نافذ کیا گیا پھر شیعوں کی باری آئی اور پھر مسلمانوں کے دونوں بڑے فرقے یعنی بریلوی اور دیوبندی ایک دوسرے پر بزور نافذ کرنے میں لگے ہیں سینکڑوں شیعہ بریلوی دیوبندی یہاں تک کہ ان کے علماء اس اسلام کے نفاذ کے نتیجہ میں موت کے گھاٹ اُتارے جاچکے ہیں۔ ہر ایک دوسرے کو کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر غیر مسلموں کی مدد لے کر قتل و غارت پھیلا رہا ہے۔ افغانستان کے طالبان نے اپنے مدمقابل مسلمانوں کو کافر جان کر قتل کیا اور طالبان کے دشمنوں نے ان کو غیر مسلموں کی مدد لے کر موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

پس یہ حقیقت ہے کہ مودودی صاحب اور ان کے ہمنوا جس اسلام کے حامی ہیں اس اسلام کا نفاذ غیر مسلموں پر نہیں بلکہ اپنوں پر نہایت زور سے ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ یہی حال اب بنگلہ دیش کا بھی ہونے والا ہے اگر وہاں کے عوام اور حکومت نے احمدیوں کے خلاف قتل و غارت اور لوٹ مار کو برداشت کیا اور جماعت اسلامی اور دیگر سیاسی ملاؤں کو کھلی چھوٹ دے دی تو وہ وقت دور نہیں جبکہ اس اسلام کا نفاذ پھر بنگلہ دیش کے شیعوں بریلویوں دیوبندیوں ذکریوں اور اہل قرآن پر بھی ہوگا۔ اور بنگلہ دیش میں جس شدت سے انتہاپسندی کا ماحول بنتا جارہا ہے اس سے آنے والے خوفناک دنوں کیلئے راہیں ہموار ہو رہی ہیں۔ جی ہاں وہ دن جس کے آنے پر معاشرہ کا ہر طبقہ روئے گا کراہے گا اور درد تو محسوس کرے گا لیکن اس کے ازالہ کی طاقت نہیں رکھے گا وہ پاکستان کی طرح ایک ایسی دلدل میں پھنس جائیں گے جن کا پہلا قدم ان کو دوسرے قدم سے زیادہ دلدل میں دھنسا دے گا۔ اے عقلمندو! عبرت حاصل کرو!

(منیر احمد خادم)

جماعت احمدیہ کیرنگ کے 40ویں سالانہ جلسہ کا کامیاب انعقاد

☆-حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کی شرکت ☆-ذکر الٰہی سے معمور لیل ونہار ☆-صوبہ اڑیسہ کی 15 جماعتوں سے کل 800 افراد کی شمولیت ☆-صوبہ کے غیر مسلم معززین کا جماعت احمدیہ کے قیامِ امن کی کوششوں پر خراج تحسین

جماعت احمدیہ کیرنگ کا 40واں جلسہ سالانہ 6-7مارچ 2004 کو جامع مسجد کیرنگ میں منعقد ہوا۔ مرکز احمدیت قادیان سے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان تشریف لائے۔ ان کا اور اسی طرح علماء سلسلہ کا احباب جماعت احمدیہ کیرنگ نے پُرتپاک استقبال کیا۔ صوبہ اڑیسہ کی 15 جماعتوں سے 800 افراد نے شرکت کی غیر مسلم معززین نے بھی شرکت کی اور جماعت احمدیہ کی امن کی کوششوں کو سراہا تین لوکل اخبارات اور ایک ہندی اخبار نے اور تین ٹی وی چینل نے بھی جلسہ کی کوریج کی۔

پہلا دن :-جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس صبح ٹھیک 9 بجے مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیر صدارت شروع ہوا۔ سب سے پہلے آپ نے لوائے احمدیت لہرایا مکرم مولوی شمس الحق خان صاحب معلم سلسلہ نے تلاوت قرآن کریم کی مکرم یاسین خان صاحب معلم سلسلہ نے نظم پڑھی بعدازاں مکرم صدر اجلاس نے افتتاحی خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔ پھر مکرم مولانا محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ کالیکٹ کیرالہ نے خلافت خامسہ اور ہماری ذمہ داریاں'' اور مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ایڈیشنل ناظم وقف جدید بیرون قادیان نے مخالفین احمدیت کا انجام اور مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الیٰ اللہ بھارت نے ''دعوت الیٰ اللہ اور جماعت کے فرائض'' کے عنوان پر تقریر کی۔

دوسرا اجلاس :-دوسرا اجلاس ٹھیک ساڑھے پانچ بجے مکرم ڈاکٹر عبدالباسط خان صاحب صوبائی امیر اڑیسہ کی زیر صدارت ہوا۔ بعد تلاوت ونظم مکرم مولوی اسماعیل خان صاحب مبلغ سلسلہ کیرنگ نے بدرسومات کے خلاف جہاد اور جماعت کا روشن مستقبل'' اور خاکسار نے ''حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی عظیم الشان تحریک دعوت الیٰ اللہ'' اور مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد، تعلیم القرآن و وقف عارضی نے ''تعلیم القرآن وقف عارضی کی اہمیت'' کے عنوان پر تقریر کی۔ پھر غیر مسلم معززین میں سے ڈاکٹر پراسن کمار M.P اور جیتو مترا M.L.A نے اپنے نیک تاثرات پیش کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی بنی نوع انسان کی خدمات اور قیام امن کی کوششوں کو سراہا۔ اور پھر مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد قادیان نے بعنوان ''عقائد احمدیت'' تقریر کی پھر مکرم صوبائی امیر صاحب جھارکھنڈ نے دعوت الی اللہ کی اہمیت کے عنوان پر تقریر کی۔

دوسرا دن: جلسہ سالانہ کیرنگ کے دوسرے دن کا پہلا اجلاس صبح ٹھیک 9:30 بجے مکرم محمد مشرق علی صاحب صوبائی امیر بنگال وآسام کی زیر صدارت ہوا۔ بعد تلاوت قرآن کریم ونظم مکرم مولوی فضل عمر محمود صاحب مبلغ سلسلہ نے M.T.A کے شیریں ثمرات اور مکرم مولوی شمس الحق صاحب معلم سلسلہ نے نظام جماعت اور مکرم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب ناظر صاحب دعوت الیٰ اللہ بھارت نے ''مالی قربانی اور جماعت احمدیہ'' اور مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی نے ''مسلمانوں کی قرآن وحدیث کی روشنی میں افسوسناک حالت اور احمدیت کی برکات اور مکرم عنایت اللہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد قادیان نے خلیفہ وقف کی اطاعت'' کے عنوان پر تقریر کی۔ اسی طرح مکرم سلطان احمد صاحب آف چھتیس گڑھ (نو مبائع) نے جماعت احمدیہ کے تعلق سے اپنے ذاتی تاثرات پیش کئے۔

دوسرا اجلاس: مکرم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیر صدارت دوسرے دن کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا۔ بعد تلاوت قرآن کریم ونظم مکرم مولانا محمد عمر صاحب فاضل نے ''صداقت حضرت مسیح موعودؑ اور مکرم محمد کریم الدین صاحب شاہد ایڈیشنل ناظم وقف جدید بیرون قادیان نے ''سیرت سیدنا حضرت مسیح موعودؑ'' کے عنوان پر تقریر کی۔ بعدہ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے اختتامی خطاب فرمایا اور دعا کروائی معاً بعد جلسہ کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس جلسہ کو بہت بابرکت بنائے اور جماعت احمدیہ کیرنگ کے جملہ افراد کو بے شمار برکات سے نوازتا چلا جائے جنہوں نے محترم شیخ ابراہیم صاحب صدر جماعت کی زیر نگرانی اس جلسہ کو کامیاب بنانے کیلئے مسلسل محنت وکوشش کی۔ آمین۔

(جمال شریعت۔مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

اخبار بدر میں اشتہارات دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

نماز سینٹر برلین میں گرجے کے ایک گروہ کی آمد

ماہ اکتوبر 2003 میں چرچ سے منسلک سترہ افراد برلین نماز سنٹر میں آئے جن کے ساتھ اسلام کے مختلف پہلوں پر سیر حاصل بحث وتبادلہ خیالات ہوا۔ مثلاً مسجد میں آنے کے آداب، اسلامی عبادات میں مردوں اور عورتوں کے اختلاط کی مما مسجد کی صفائی اور نظامت، مسجد میں کونسی تقریبات کا انعقاد ہوسکتا ہے؟ امام کیسے بنتا ہے؟ امام مسجد کے فرائض کیا ہیں؟ نوجوانوں کو مذہب کی طرف کیسے لایا جائے؟ اسلام اور عیسائیت میں مشترکہ اقدار کونسی ہیں؟ غرضیکہ یہ مجلس نہایت دلچسپ رہی۔ سوالات کے جوابات مکرم عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے دیئے۔ مہمانوں کی طرف سے بھی مختلف آراء کا اظہار کیا گیا۔ نیز جرمن زبان میں لٹریچر بھی پسند کیا گیا اور کافی تعداد میں ساتھ بھی لے کر گئے۔ آخر میں مہمانوں کی ماحضر سے تواضع کی گئی۔

اجتماع واقفین نو

ریجن مائن فرانکن کو مورخہ 20 ستمبر 2003 کو آٹھواں یک روزہ اجتماع برائے واقفین نو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ افتتاحی تقریب ساڑھے دس بجے مکرم احسان الحق صاحب ریجنل امیر مائن فرانکن کی صدارت میں شروع ہوئی تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مکرم احسان الحق صاحب نے خطاب فرمایا اور بانی تحریک وقف نو سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خطابات کے حوالاجات کے ساتھ قیمتی نصائح سے نوازا۔ اس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد تین بجے حسن قرآت، نظم اور اردو املاء کے مقابلہ جات ہوئے۔ بعدازاں سوال وجواب کا دلچسپ پروگرام ہوا جس میں واقفین نو نے بہت جوش وخروش کے ساتھ حصہ لیا۔

محترم مہمانِ خصوصی کے خطاب کے بعد مکرم احسان الحق صاحب ریجنل امیر مائن فرانکن نے تمام حاظرین کا، مہمانِ خصوصی اور کارکنان نیز جج صاحبان جنہوں نے اجتماع کو کامیاب بنانے میں مدد فرمائی کا شکریہ ادا کیا۔ آخر پر تقریب تقسیم انعامات ہوئی۔ اجتماع کی کل حاظری 210 رہی۔

(رپورٹ۔اعجاز احمد، سیکریٹری اجتماع)

ریجن نیدرزاکسن: یہ اجتماع اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 28.09.2003 کو HANNOVER میں منعقد ہوا۔

افتتاحی تقریب کا آغاز 10 بجکر 45 منٹ پر ہوا۔ تلاوت قرآن کریم بمعہ اردو اور جرمن ترجمہ کے بعد واقفات نو کے ایک گروپ نے ترانہ پیش کیا

اس کے بعد محترم مولانا الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے بچوں سے چند سوالات بھی کئے بچوں کی طرف سے ان سوالات کے جوابات پر آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ آپ کی تقریر کا جرمن ترجمہ بھی کیا گیا۔ اس کے بعد خاکسار نے آج کے مقابلہ جات کے بارہ میں بتایا۔ محترم رانا امتیاز احمد صاحب ریجنل امیر NIEDERSACHSEN نے بھی بچوں اور والدین کو نصائح فرمائیں اس کے بعد محترم شمس الحق صاحب نیشنل سیکریٹری وقف نو جرمنی نے دعا کروائی اس طرح اس اجلاس کی کاروائی اختتام پزیر ہوئی۔

اس کے بعد مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ بچوں کو مختلف گروپس میں تقسیم کیا گیا تھا۔ دوپہر کو نماز اور کھانے کا وقفہ ہوا

حال ہی میں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے جرمنی کا دورہ کیا تھا، اسی حوالہ سے محترم شمس الحق صاحب نے مقابلہ جات کے اختتام پر بچوں اور والدین کو چند امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ واقفین نو بچے نماز اور تلاوت قرآن کریم میں باقاعدہ ہوں، اردو اور عربی زبان سیکھیں، جو دعائیں اور آداب آپ یاد کر چکے ہیں ان کو باموقع کرنے کی عادت ڈالیں۔ آپ کی تقریر کا جرمن ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ اس کے بعد انعام گھر کا دلچسپ پروگرام ہوا جس میں چھوٹے چھوٹے سوالات کے جوابات دینے پر بچوں کو انعامات دئے گئے۔ واقفین نو کے ایک گروپ نے ترانہ پیش کیا۔

اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم بمعہ اردو اور جرمن ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے واقفین نو میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ دوران سال نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے واقفین نو کو بھی انعامات دئے گئے۔ اجتماع کی تمام کاروائی خواتین کی طرف بذریعہ ٹی۔وی دیکھی اور سنی گئی۔ کُل حاضری 127 رہی۔ سوا چھ بجے دعا کے ساتھ اس اجتماع کی کاروائی اختتام پذیر ہوئی۔

درخواست دُعا

مکرم عابد احمد انور خادم صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ تھسین ٹن ہیتھ یوکے کا کچھ عرصہ قبل ہرنیا کا اپریشن ہوا تھا۔ اپریشن کے بعد ہر پیچیدگی کے ازالہ کامل و عاجل شفایابی، اہل وعیال کی صحت وسلامتی، دینی ودنیوی ترقیات اور ہر شر سے محفوظ رہتے ہوئے خدا تعالیٰ کے فضل ورحم کے حصول کیلئے قارئین کرام کی خدمت میں عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر-/200 روپے۔ (جاوید اقبال اختر چیمہ سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

نماز جنازہ

سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13 دسمبر 03 کو احاطہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل تفصیل سے مرحومین کی نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر: مکرم محمد الطاف صاحب ابن مکرم محمد نواز مومن صاحب (واقف زندگی داماد مکرم عبد اللطیف صاحب سابق امیر خیر پور سکھر حال بریڈ فورڈ) مورخہ 4 دسمبر 2003 کو اوسلو ناروے میں ایک درخت اوپر آگرنے سے موقع پر ہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ حضرت خدا بخش المعروف مومن جی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے تھے مرحوم کے والد (حال مقیم جرمنی) واقف زندگی کی حیثیت سے الفضل، خلافت لائبریری اور آخری دنوں میں شعبہ رشتہ ناطہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ مرحوم کی والدہ مکرمہ امۃ الرحمٰن طیبہ المعروف مسز مومن جی نے نصرت گرلز سکول اور فضل عمر سکول ربوہ میں ٹیچر اور ہیڈ مسٹرس کے طور پر تیس سال خدمات سرانجام دیں ہیں۔

مرحوم بہت دیندار مخلص اور جماعت کے ایک فعال کارکن تھے۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں جو تحریک وقف نو میں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب (1) مکرم ملک عنایت اللہ صاحب (سابق صدر گارڈن ٹاؤن لاہور) مورخہ یکم رمضان المبارک 28 اکتوبر 2003ء بعمر 83 سال لاہور میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم موصی تھے ربوہ میں ان کی نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم حضرت مولوی محمد عبد اللہ بوتالوی صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے اور مکرم مولوی عبد الرحمٰن انور صاحب مرحوم سابق پرائیویٹ سیکرٹری و محترم حافظ قدرت اللہ صاحب مرحوم سابق مربی ہالینڈ و انڈونیشیا کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ نیک طبع۔ ملنسار اور نہایت مخلص انسان تھے محکمہ انہار پنجاب سے ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی وفات تک آپ نے مختلف حیثیتوں میں بے لوث جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ مسلسل گیارہ سال تک حلقہ گارڈن ٹاؤن کے صدر بھی رہے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ مورخہ یکم اکتوبر 2003 کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم محمد سعید عابد صاحب مرحوم کی اہلیہ اور مکرم محمد منیر عابد جنجوعہ صاحب آف کینیڈا کی والدہ تھیں۔ مرحومہ نہایت نیک اور شفیق خاتون تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں 5 بیٹے اور 3 بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے نیز ان سب کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

افسوس! مکرم جناب بی شیخ علی صاحب وفات پاگئے

افسوس! مکرم جناب شیخ بی علی صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ مرکرہ بتاریخ 25.1.04 بعمر 74 سال اس دنیائے فانی سے انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم سابق زعیم مجلس انصار اللہ مرکرہ تھے منگلور میں پیدا ہوئے عین جوانی میں موصوف احمدیوں کی دکان میں منگلور میں کام کرتے تھے۔ احمدیوں کے اخلاق وقربانیوں سے موصوف بہت متاثر ہوئے۔ حضرت مولانا بی عبد اللہ صاحب (مرحوم) کے ذریعہ 1949 میں بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

بیعت کے بعد موصوف کو شدید مخالفت سے دوچار ہونا پڑا۔ آپکو زدوکوب کیا گیا علاج معالجہ کے لئے ہسپتال میں داخل ہوئے مرکرہ کو پیغام احمدیت پہنچانے والے بزرگ جناب یو ایم اے محی الدین صاحب (مرحوم) کی دوسری بیٹی سے آپ کی شادی ہوئی۔ شادی کے بعد آپ کویاناڈ میں مقیم ہوئے اور تجارت کرنے لگے۔

مرحوم خوش مزاج ملنسار وعمدہ صفات کے حامل اور موصی تھے آپ کے غیر احمدی رشتہ دار آپ کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مرحوم کی بیوہ۔ دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کیلئے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق پانے کیلئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

(سی پی محی الدین کٹی معلم وقف جدید منگلور)

درخواست دُعا

خاکسارہ اپنے لڑکے عزیزم جاوید احمد ملک اور اُس کے دوست عزیزم الطاف حسین ڈار کیلئے جو کہ پچھلے سال جلسہ سالانہ قادیان میں بطور رضا کار آئے ہوئے تھے ان کو پنجاب پولیس نے بے گناہ پکڑ لیا عاجزانہ رنگ میں دُعا کی درخواست کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی محض اپنے فضل اور معجزانہ طور پر رہائی کے سامان پیدا کرے اسی طرح اپنے تمام اہل خانہ کی صحت وسلامتی کامیابی وکامرانی تمام پریشانیوں کے ازالہ کیلئے اور جماعت کی مقبول خدمت کیلئے تمام احباب ودرویشان کرام سے دردمندانہ درخواست دُعا کرتی ہے۔ (آمین)

(کلثوم بیگم۔ زوجہ محمد یوسف ملک مرحوم آسنور کشمیر حال قادیان)

افسوس چوہدری غلام حسین صاحب درویش قادیان وفات پاگئے

افسوس مکرم چوہدری غلام حسین صاحب درویش ولد مکرم نظام الدین صاحب مرحوم بعمر قریباً 85 سال مختصر علالت کے بعد 14 مارچ کو بروز اتوار رات ایک بجے وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون تقسیم ملک سے قبل بھی آپ قادیان میں ہی رہتے تھے تقسیم ملک کے بعد بھی آپ کو 313 درویشان میں شامل ہونے کی سعادت ملی۔

آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند نہایت سادہ اور محنتی جفاکش تھے ہمیشہ صابر وشاکر رہتے اور اللہ تعالیٰ پر کامل توکل تھا جب تک نظر نے ساتھ دیا قرآن مجید بڑی عقیدت ومحبت سے تلاوت کرتے اور آخر وقت تک باجماعت نماز کی کوشش کرتے رہے اور اسکا بہترین نمونہ دکھایا۔ ان پڑھ ہونے کے باوجود اپنے حلقہ احباب میں بڑے جوش سے تبلیغ کرتے صدر انجمن احمدیہ کے ملازم ہونے کی صورت میں جو بھی خدمت سپرد ہوئی نہایت خندہ پیشانی سے سرانجام دی۔

چند سال قبل جواں سال بیٹے اور چند ماہ قبل داماد کی وفات کا صدمہ بھی بڑے حوصلہ اور صبر سے برداشت کیا۔

آپ نے اپنے پیچھے ضعیف العمر و کمزور بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں سب بچے شادی شدہ ہیں آپ کی نماز جنازہ بعد نماز عصر بہشتی مقبرہ میں محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے پڑھائی اور قطعہ درویشان میں تدفین عمل میں آئی اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور مقام قرب سے نوازے اور جملہ پسماندگان اور عزیز واقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

معیار موازنہ مجالس انصار اللہ بھارت برائے سال 2004

بعض ضروری ترامیم کے ساتھ

چونکہ سال 2004 میں تمام بھارت میں مجالس انصار اللہ بھارت کے زعماء کے انتخاب ہوئے ہیں معیار موازنہ میں سال 2004ء کے لئے بعض ترامیم کی گئی ہیں۔ ناظمین اور زعماء کرام سے گزارش ہے کہ ان معیاروں کو غور سے پڑھ کر اس کے مطابق اپنے پروگراموں کو عملی جامہ پہنائیں اور ان معیاروں کو پیش نظر رکھ کر انعام ''خصوصی محمود ٹرافی'' کیلئے اپنی مساعی کو تیز کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین۔

۱۔ دوران سال مجلس عاملہ کا ہر ماہ ایک اجلاس ضرور ہو اور سال بھر میں کم از کم دس اجلاس منعقد ہوئے ہوں۔

۲۔ ماہانہ کارگزاری رپورٹ کم از کم سات موصول ہوئی ہوں۔ جو ساری کی ساری بروقت ہوں یعنی ہر ماہ کی دس تاریخ تک دفتر کو موصول ہوئی ہوں۔

۳۔ سالانہ رپورٹ کارگزاری 15 ستمبر تک دفتر میں پہنچ جائے۔

۴۔ تجنید وتشخیص بجٹ کے فارم بعد تکمیل 15 مارچ تک پہنچ جائیں۔

۵۔ چندہ جات مجلس کی وصولی سو فیصدی ہوئی ہو۔

۶۔ تعمیر دفتر مجلس انصار اللہ کی وصولی دیئے گئے ٹارگٹ کے مطابق سو فیصدی ہوئی ہو۔

۷۔ تربیتی اجلاسات کم از کم دس ہوئے ہوں جس میں حاضری کم از کم پچاس فیصد ہو۔

۸۔ مجلس کے کم از کم چالیس فیصد ممبر داعی الی اللہ بن چکے ہوں اور ہر ایک کا کم از کم ایک دوست زیر تبلیغ ہو۔

۹۔ دوران سال ہفتہ تربیت منایا گیا ہو۔

۱۰۔ مجلس کے کم از کم پچاس فیصد ممبر دینی امتحان میں شریک ہوں۔

۱۱۔ سالانہ اجتماع قادیان میں نمائندگی ہوئی ہو۔

۱۲۔ چندہ تحریک جدید میں مجلس کے کم از کم نوے فیصد ممبر شامل ہوں۔

۱۳۔ چندہ وقف جدید میں مجلس کے کم از کم نوے فیصد ممبر شامل ہوں۔

۱۴۔ دوران سال کم از کم دو مرتبہ یوم تبلیغ منایا گیا ہو۔

۱۵۔ تبلیغی کیسٹس غیر از جماعت دوستوں کو کم از کم چھ مرتبہ سنائی گئی ہوں۔ (مہینہ اور تاریخ معین کریں)

۱۶۔ متفرق مساعی:۔

الف۔ نمائندہ یا انسپکٹر مجلس سے چندہ کی وصولی میں تعاون۔ ب۔ مقامی اخبارات میں انسانی مسائل اور اسلامی تعلیم کے متعلق مضامین شائع کرائے گئے ہوں۔ (مضمون کے تراشے ساتھ منسلک کئے جائیں) ج۔ دوران سال ایک کتابچہ یا فولڈر مقامی مجلس کی طرف سے شائع کیا گیا ہو۔ (کتابچہ سالانہ رپورٹ کے ساتھ منسلک کیا جائے) د۔ مجلس کے کم از کم چھ فیصد انصار تحریک وقف عارضی میں شامل ہوئے ہوں۔ ہ۔ سالانہ اجتماع پر کم از کم ایک نومبائع کو لایا گیا ہو۔ (و) مقامی مجلس کی سالانہ آڈٹ رپورٹ مرکز میں بھجوائی گئی ہو۔ ذ۔ پچاس فیصد انصار سیر کرنے میں باقاعدہ ہوں۔

(صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

بدر کی مالی اعانت کرکے عنداللہ ماجور ہوں

وصایا : وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ تا اگر کسی صاحب کو وصیت پر کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ اشاعت سے ایک ماہ تک دفتر بہشتی مقبرہ کو اس سے مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر 15258: میں ٹی کے ظفر (ظفر اللہ) ولد مکرم ٹی کے ابوبکر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کھیتی باڑی عمر ۳۸ سال پیدائشی احمدی ساکن کلکلم ڈاکخانہ کاراپورم ضلع ملاپورم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۰۰۳-۱۰-۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

میرے والدین حیات ہیں۔ ہمارا ایک مشترکہ مکان نیلمبوراور ایک کلکلم میں ہے۔ اسی طرح کلکلم میں ۱۱۴ ایکڑ زمین ہے۔ مجھے اس جائیداد سے جو حصہ ملے گا میں اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دونگا۔ انشاء اللہ۔

میرا گزارا آمد از جائیداد سے تجارت ماہانہ -/۱۵۰۰ روپے ہے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام (۱/۱۶) اور ماہوار پر ۱۰/۱ حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
کے محمود احمد ولد	ٹی کے ظفر (ظفر اللہ)	ایچ شمس الدین کاواشیری
محترم مولوی کے محمد علوی صاحب مرحوم		ولد مکرم اے امین حمید صاحب

وصیت نمبر 15259: میں لقمان احمد ظفر ولد محترم فضل الرحمٰن درویش مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۳۶ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم فروری ۲۰۰۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی میری اس وقت ذاتی جائیداد کچھ نہیں ہے آبائی جائیداد میں ایک قطعہ زمین ساڑھے سات مرلہ ہے جو چار بھائی میں مشترکہ ہے ابھی اس کی تقسیم عمل میں نہیں آئی۔ ایک ٹریکٹر جو دو بھائیوں میں مشترکہ ہے میں اس کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا ہوں۔

میں انجمن احمدیہ میں ملازمت کرتا ہوں جہاں سے مجھے بطور تنخواہ -/۲۲۹۰ روپے مع الاؤنس ملتے ہیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تا زیست اپنی آمد کا ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا نیز آئندہ اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اُس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ریحان احمد ظفر ولد	لقمان احمد	محمد انور احمد
محترم فضل الرحمٰن صاحب درویش مرحوم		ولد محترم محمد منصور احمد صاحب

وصیت نمبر 15260: میں قدسیہ روحی زوجہ مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد نائک صاحب قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن موضع کوریل ڈاکخانہ آسنور ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ یکم نومبر ۰۳ء کو وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔

منقولہ جائیداد کی تفصیل اس طرح ہے:

۱- حق مہر بذمہ خاوند ۱۴۰۰۰۰ روپے (ایک لاکھ چالیس ہزار روپے)

۲- طلائی زیورات۔ چوڑیاں طلائی دو عدد۔ انگوٹھیاں ۶ عدد ہار تین عدد کانٹے تین جوڑی۔ ٹاپس تین جوڑے۔ چین دو عدد کل وزن ۱۷۰ گرام۔ اندازاً قیمت -/۷۰،۰۰۰ روپے۔

میرا گزارہ آمد از جائیداد۔ ملازمت۔ تجارت۔ خورد و نوش (جیب خرچ) ماہانہ -/۱۰۰۰ روپے ہے۔ میں اس وقت M.Phil کر رہی ہوں اور محکمہ تعلیم کی طرف سے بعد معاوضہ۔۔۔ پر ہوں متوقع ملازمت ملتے ہی اس کے مطابق حصہ آمد ادا کرونگی اور مجلس کارپرداز قادیان کو اس کی اطلاع دونگی۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام ۱/۱۶ اور ماہوار آمد پر ۱۰/۱ حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ ماہ نومبر ۰۳ء سے میری وصیت نافذ ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ڈاکٹر اعجاز احمد نائک موصی	قدسیہ روحی	جاوید اقبال چیمہ ولد
ولد مکرم عبد الرحمٰن صاحب مرحوم		مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ مرحوم

وصیت نمبر 15268: میں محمد ارشد ولد محترم محمد شفیع صاحب درویش مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 33 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1.4.03 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔

اس وقت میں صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہوں۔ جس سے ماہوار -/2876 روپے آمد بصورت تنخواہ مع الاؤنس ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اُس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت 1.4.03 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انور احمد	محمد ارشد	وحید الدین شمس قادیان

ایک احمدی سائنسدان کو خصوصی اعزاز

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ مکرم برادرم ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب آف کشمیر حال جرمنی کو ان کی سائنسی تحقیق اور مقابلہ جات Scientific Paper کی کاوشوں کے اعتراف میں انڈین ایسوی ایشن فار دی ایڈوانسمینٹ آف ویٹرنری ریسرچ کی طرف سے چوتھے انڈین ویٹرنری کانگریس اور IAAVR کی بارھویں سالانہ کانفرنس IVRI بریلی میں ایک پروقار تقریب پر مورخہ ۲۷ فروری ۲۰۰۴ کو مرکزی وزیر برائے زراعت حکومت ہند نے ایوارڈ سے نوازا ہے اس موقعہ پر ہندوستان کی مختلف دس یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر اور میڈیا لوگ موجود تھے۔

یاد رہے اس سے قبل موصوف نے جرمنی سے ویٹرنری میڈسن میں Ph.d ڈگری اور پوسٹ ڈاکٹریٹ ریسرچ کے علاوہ متعدد بین الاقوامی سائنسی کانفرنسوں اور جرائد میں اپنے سائنسی مقابلہ جات پیش کئے ہیں مثلاً جرمنی۔ انگلینڈ۔ ہالینڈ۔ کینڈا۔ آسٹریا۔ بلجئم۔ لکسمبرگ وغیرہ۔ ڈاکٹر صاحب موصوف پہلے مسلمان سائنسدان ہیں جنہیں اس اعزاز سے نوازا گیا ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب خاندانی احمدی ہیں اور ان کے دادا حضرت سید سیف اللہ شاہ صاحب مرحوم صحابی تھے موصوف اس وقت اپنے کام کے ساتھ ساتھ بطور ریجنل امیر جرمنی میں خدمت سلسلہ احمدیہ کی توفیق پا رہے ہیں قارئین بدر سے دُعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اس اعزاز کو ان کے لئے اور ان کے خاندان کیلئے اور سلسلہ احمدیہ کیلئے ہر لحاظ سے باعث برکت بنائے۔ آمین۔

(محمد یوسف انور۔ استاد جامعہ احمدیہ قادیان)

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

دعائوں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072
کلکتہ
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

دیو بند کے بے اثر ہوتے فتوے

یو این آئی کی ایک خبر کے مطابق دارالعلوم دیو بند نے کسی بھی سیاسی پارٹی کے حق میں ووٹ دینے کے تعلق سے فتویٰ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ مہتمم دارالعلوم دیو بند مولانا مرغوب الرحمٰن نے ۱۱ر مارچ کو اخباری نمائندوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ دارالعلوم دیو بند ۱۴ویں لوک سبھا کے عام انتخاب کیلئے کسی بھی سیاسی پارٹی کے حق میں فتویٰ صادر نہیں کرے گا۔ بقول ان کے دارالعلوم جیسے مذہبی ادارہ کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اس قسم کے فتوے صادر کرے۔

ایسا پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ اس دینی ادارہ نے اس طرح کے سیاسی فتوے دینے سے انکار کیا ہو۔ جانکار حلقوں کا کہنا ہے کہ چونکہ دارالعلوم کے فتوے موجودہ زمانہ میں بے اثر ہو کر رہ گئے ہیں اور عوام ان فتووں کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتے اس لئے دارالعلوم کی شاخ کو بچانے کیلئے دیو بند کے مولاناؤں نے ایسا فیصلہ کیا ہے بلکہ اس سے پہلے دارالعلوم دیو بند اور اس کی سیاسی شاخ جمیعۃ العلماء کے مولانا اس قسم کے فتوے صادر کرتے رہے ہیں اور ان پر پیسے وصول کر کے کسی بھی سیاسی پارٹی کے حق میں فتویٰ دینے کے الزامات لگتے رہے ہیں۔

کل کے مجاہد آج کے دہشت گرد

پاکستان کی موجودہ حکومت اور اس کے سیاسی علماء ان دنوں عجیب قسم کے مخمصے کا شکار ہیں ابھی کچھ زیادہ دن نہیں ہوئے کہ پاکستانی حکومت اور اس کے سیاسی علماء افغانستان کی طالبان حکومت کو اپنے لئے ایک نمونہ سمجھتی تھی اور پاکستانی علماء اپنی تقریروں میں گلے پھاڑ پھاڑ کر یہ دُعائیں کرتے تھے کہ کاش پاکستان میں بھی طالبان جیسی حکومت قائم ہو جائے اور طالبانی حکومت سے ٹریننگ لینے کے لئے بکثرت پاکستانی علماء جن میں مولوی محمد یوسف لدھیانوی جیسے چوٹی کے عالم بھی شامل تھے افغانستان جایا کرتے تھے۔ اور پاکستان کی واحد حکومت تھی جس نے طالبان حکومت کو تسلیم کر کے اس کے سفیر کو اپنے ملک میں باعزت جگہ دی تھی۔

لیکن اب حالت یہ ہے کہ موجودہ حکومت اور اس کے سیاسی علماؤں کے نزدیک افغانستان کے وہی مجاہدین دہشت گرد بن چکے ہیں اور پاکستان کے فوجی غیر ملکی حکومت کے ساتھ ملکر طالبان اور ان کے ساتھیوں کو تہس نہس کرنے پر تلی ہوئی ہے اور آئے دن وزیرستان میں بیسوں طالبان اور ان کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے۔

کاش یہ لوگ ماموز زمانہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی بات کو مان کر جہاد کے مقدس نظریۂ اسلام کی غلط تفسیریں نہ کرتے تو اس قدر ذلیل و بدنام نہ ہوتے۔

کتاب ”کام سوتر“ پر پابندی کی مانگ کیونکہ اس میں ہندوؤں کے بھگوان کرشن کو قابل اعتراض حالت میں دکھایا گیا ہے

یو این آئی کی ایک خبر کے مطابق مرکزی وزارت داخلہ نے رائے ظاہر کی ہے کہ کتاب ”دی آرٹ آف کام سوتر“ پر پابندی عائد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کتاب میں مبینہ طور پر ’بھگوان کرشن‘ کو ایسی حالتوں میں دکھایا گیا ہے جن سے کچھ لوگوں کو تکلیف پہنچی ہے۔ دہلی ہائی کورٹ میں داخل کئے گئے ایک حلف نامہ میں وزارت داخلہ کے انڈر سیکرٹری جے پی ورما نے سرکاری وکیل سنجے جین کی معرفت کہا کہ اس کتاب پر پابندی عائد کئے جانے کا عمل شروع کیا گیا تو اس کی غیر ضروری تشہیر ہو گی اور کتاب لوگوں کو متوجہ کر لے گی۔

حلف نامہ میں کہا گیا ہے کہ یہ معاملہ بنیادی طور پر ریاست دہلی کا ہے جہاں یہ کتاب شائع ہوئی ہے۔ مرکز نے اس کتاب کے اثرات کا جائزہ لیا۔ جانچ سے پتہ چلا ہے کہ عام لوگوں پر اس کتاب کا اثر برائے نام ہے۔ روپ کشور اور برنداین کے ۲۰ دوسرے شہریوں نے اس کتاب کے خلاف عذرداری درخواست پیش کرتے ہوئے اعتراض کیا تھا کہ اس میں مرد کی جو تصویریں ہیں۔ وہ ”بھگوان کرشن“ کی مفروضہ شبیہ سے ملتی ہیں۔ حلف نامہ میں کہا گیا ہے کہ کتاب پر پابندی کا فیصلہ ریاستوں پر چھوڑ دیا گیا ہے اور دہلی اور اتر پردیش کی سرکاروں سے کہا گیا ہے کہ وہ اس معاملہ میں مناسب قدم اُٹھائیں۔ (روزنامہ ہند سماچار جالندھر ۱۳ مارچ)

طالب علموں کی تعداد کے لحاظ سے اگنو کا دنیا میں نمبر ایک ہے

اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی (اگنو) کی طرف سے پنجاب کے مختلف شہروں میں چل رہے کوچنگ سینٹروں کے ریجنل ڈائریکٹر ڈائریکٹر امیش چندر پانڈے نے کہا کہ آج کے دور میں شہریوں کیلئے تعلیم کو ضروری بنانے کیلئے اگنو میں مختلف کورسز شروع کئے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ طلباء جو مختلف کالجوں، یونیورسٹیوں میں کسی سماجی یا معاشی وجوہات کی بناء پر داخلہ نہیں لے سکتے۔ اگنو کی طرف سے شروع کئے گئے مختلف امتحانات ایسے طلباء کیلئے بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر پانڈے نے اگنو کے بارے میں جانکاری دیتے ہوئے بتایا کہ بھارت میں اس کے ۸۸ تعلیمی پروگراموں کے بارے ۱۱۰۰ کوچنگ سنٹر کھولے ہو گئے ہیں۔ صرف یہ ایک ہی یونیورسٹی ہے جس کا ایک یونیفارم سلیبس ہے جو کہ پورے بھارت کے طلباء پڑھ رہے ہیں۔ دنیا میں طلباء کی تعداد کے مطابق اگنو پہلے نمبر پر آنے والی اوپن یونیورسٹی ہے۔ جبکہ چین دوسرے نمبر پر آتا ہے۔

اس یونیورسٹی کے کورس بہت ہی کم خرچ سے اور گھر بیٹھے ہی کئے جا سکتے ہیں۔ طلباء اور سٹاف کی طرف سے اس کالج میں ایک سٹڈی سنٹر کھولنے کی مانگ کی گئی ہے۔ اس مانگ کیلئے ریجنل ڈائریکٹر نے اپنی طرف سے پورا تعاون دینے کا یقین دلایا۔ کوچنگ سنٹر کو آرڈی نیٹر نے بتایا کہ اگر یہ سنٹر کھل جاتا ہے تو اس سے شہر اور ساتھ لگتے دیہات کے طلباء کو کافی فائدہ ہو گا کیونکہ اس میں کلاسوں کا انتظام اتوار کو ہوا کرے گا اور کلاسوں میں وی ڈی اور ٹی وی ٹیلی کاسٹ کے ذریعے پڑھائی کروائی جائے گی اور ایک بہت ہی شاندار لائبریری بنائی جائے گی۔

✿✿✿

دنیا کا سب سے بڑا بحری جہاز کوئین میری ٹو

از: رشید احمد چوہدری انٹرنیشنل پریس سیکرٹری لندن

۱۲ر جنوری ۲۰۰۴ء کو دنیا کے سب سے بڑے بحری جہاز کوئین میری-۲ کو سمندر کے پہلے سفر پر روانہ کر دیا گیا ہے۔ ایسا بڑا جہاز آج تک نہیں بنایا گیا تھا۔ بڑا ہونے کے علاوہ یہ سب سے زیادہ وزنی بھی ہے اور اس کے بنانے پر جو خرچ آیا ہے اس سے پہلے کسی جہاز پر نہیں آیا تھا۔ یہ جہاز امریکنوں کی ملکیت ہے اور دنیا کی مشہور کمپنی کیونارڈ نے اسے بنایا ہے۔ اسے فرانس ST. Nazarine کی بندرگاہ پر بنایا گیا ہے اور اسے بنانے میں دو سال کا عرصہ لگا ہے جہاز کا عملہ اکثر فلپائن کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ انگلستان کی ملکہ نے ساؤتھیمپٹن کی بندرگاہ سے آفیشل نام دے کر سمندر میں روانہ کیا ہے۔ یہ اٹھارواں جہاز ہے جسے برطانیہ کی ملکہ نے نام دینے کی رسم کے بعد سمندری سفر پر روانہ کیا ہے۔ سب سے پہلا جہاز Britania تھا جسے ۱۹۵۳ء میں ملکہ نے رخصت کیا تھا۔

کوئین میری-۲ کی تقریب کیلئے کم وبیش دو ہزار مہمانوں کو بلایا گیا تھا۔ اس موقع پر ونچسٹر کے بشپ نے اس کے بخیریت سمندری سفر پر جانے کیلئے دُعا کی۔ اسی نام کا پہلا جہاز کوئین میری-۱ تھا جس کو انگلستان کے بادشاہ جارج پنجم کی بیوی نے ۱۹۳۴ء میں ایسی ہی رسم ادا کرنے کے بعد سمندری سفر پر روانہ کیا تھا۔ اب یہ جہاز اپنی زندگی مکمل کر کے کیلیفورنیا کے کانفرنس سنٹر میں آرام کر رہا ہے۔

کوئین میری ٹو ۱۱۳۲ فٹ لمبا، ۱۳۵ فٹ چوڑا، ۲۳۶ فٹ اونچا ہے اور اس کا وزن ۱۵۱۴۰۰ ٹن ہے۔ اس جہاز پر ۱۷ عرشے ہیں۔ اس کے انجن کی طاقت ۱۵۷۰۰۰ ہارس پاور ہے اور رفتار ۳۰ ناٹ یعنی ۳۴ میل فی گھنٹہ تک ہو سکتی ہے۔ اس کے بنانے پر ۵۵۰ ملین پاؤنڈ خرچ آئے ہیں۔ اس جہاز کا عملہ ۱۲۵۳ افراد پر مشتمل ہے اور ۲۶۲۰ مسافر اس پر سفر کر سکتے ہیں جہاز میں ۱۳۱۰ کیبن بنائی گئی ہیں۔ ہر کیبن ۱۹۴ مربع فٹ جگہ پر بنائی گئی ہے۔ ان میں ۹۵۵ کیبن بالکونی پر مشتمل ہیں۔ جہاز کے اندر چھ ریسٹورنٹ ہیں ایک بہت بڑا تھیٹر بنایا گیا ہے جس کی ۱۰۹۴ سیٹیں ہیں۔ جہاز میں پانچ سوئمنگ پول ہیں اور ۲۰ ہزار مربع فٹ پر بچوں کے کھیلنے کیلئے نیز ان کی دلچسپی کیلئے اور صحت کو قائم رکھنے کیلئے ہیلتھ کلب بھی موجود ہے۔ ناچنے کیلئے ایک بہت بڑا بال اور ایک Planetarium بھی موجود ہے۔

اس جہاز کا پہلا سفر ۱۲ جنوری کو شروع ہوا جو ساؤتھیمپٹن انگلینڈ کی بندرگاہ سے امریکہ کی بندرگاہ فورٹ لاڈرڈیل Fort Lauderdale تک کا تھا اور ۱۷ دنوں کی مسافت تھی۔ اس سفر کیلئے سب سے سستا ٹکٹ ۹۹۹ پونڈ کا تھا اور مہنگا ٹکٹ ۲۷ ہزار پاؤنڈ فی کس تھا۔ اس پہلے سفر میں ۱۵ سو کے لگ بھگ مسافر سوار تھے۔

اس جہاز کو آغاز میں ہی ایک حادثہ پیش آیا۔ جب اسے فرانس کی بندرگاہ میں ہر طرح کے معائنہ کے بعد عوام کیلئے کھولا گیا اور لوگوں کا ایک سیلاب اس کا دیدار کرنے امڈ پڑا تو جو رستہ لکڑی کے تختوں کے ساتھ جہاز کے اوپر جانے کیلئے بنایا گیا تھا وہ ٹوٹ گیا جس کی وجہ سے ۱۵ لوگ ہلاک ہو گئے ان میں سے اکثر وہ لوگ تھے جو جہاز بنانے والوں کے دوست رشتہ دار تھے۔

امید کی جاتی ہے کہ آئندہ کئی سالوں تک یہ جہاز امریکہ اور یورپ کے درمیان مسافروں کی آمد و رفت کیلئے استعمال ہو گا۔ ☆☆

درخواست دُعا

خاکسار کی والدہ محترمہ ہدایت بی بی زوجہ رانا محب الرحمٰن صاحب مرحوم ساکن ایرانہ ضلع ہوشیار پور حال باب الابواب ربوہ موٹر سائیکل کے ساتھ حادثہ کی وجہ سے گر گئی تھیں اور انکے دائیں بازو پر فریکچر ہو گیا ہے۔ کامل شفایابی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(سلطان احمد ڈرائیور۔ ایوان محمود۔ ربوہ۔ پاکستان)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO RN 61/57

Editor
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel Fax : (0091) 01872-220757
Tel Fax : (0091) 01872-221702
Tel : (0091) 01872-220814

The Weekly BADR Qadian

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 53 Tuesday, 6 April 2004 Issue No 14

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40 U.S$
: 40 euro
By Sea : 10 Pound or 20 U.S$

تحریک جدید کے سترّویں سال کے اعلان کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس کے خطبہ جمعہ سے

اس مرتبہ ہم یاددہانی کے طور پر سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس کے اس ایمان افروز خطبہ جمعہ سے اقتباسات پیش کررہے ہیں جو حضور نے ۷رنومبر ۲۰۰۳ء کو ارشادفرمایا تھااور جو بدر کی ۲۰رجنوری ۲۰۰۴ء کی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ملاحظہ فرمائیے

آج حسب روایت اور دستور تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہوتا ہے۔لیکن اس سے پہلے چند باتیں عرض کروں گا۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مومنوں کو مختلف طریقوں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دلاتا ہے اور اس کے طریقے بھی بتاتا ہے۔کہیں فرماتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔کہیں فرمارہا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ روک کر کہیں اپنے اوپر ہلاکت وارد نہ کرلینا۔کبھی فرماتا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تم ذاتی طور پر بھی تباہی سے محفوظ رہو گے اور اگر قوم میں قربانی کا جذبہ ہے اور قوم قربانی کررہی ہے تو قوم بحیثیت مجموعی بھی مجھ سے تباہی سے بچنے کی ضمانت لے۔پھر فرمایا ہے کہ اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کرو تاکہ اس میں اور برکت پڑے۔چھپا کر بھی خرچ کرو اور اعلانیہ بھی خرچ کرو۔غریبوں کا بھی خیال رکھو، ان کی ضرورتیں بھی پوری کرو اور زکوٰۃ کی طرف بھی توجہ دو تاکہ قومی ضرورتیں بھی پوری ہوں اور غریبوں کی ضرورتیں بھی پوری ہوں۔

....میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرنے سے پہلے گزشتہ سال میں کیا کچھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہوئی بتانے سے پہلے مختصراً بتاتا ہوں کہ یہ سال جیسا کہ ہر ایک کو پتہ ہے ۳۱؍اکتوبر کو ختم ہوتا ہے۔اس وقت تک جو اعداد و شمار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور تحریک جدید کے مالی نظام میں جماعت نے مجموعی طور پر جو قربانی کی ہے وہ ۲۸ لاکھ ۱۲ ہزار پاؤنڈ کی ادائیگی ہے، الحمدللہ۔ اور یہ ادائیگی گزشتہ سال سے تین لاکھ ساٹھ ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

اب مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلی دس جماعتوں کی ترتیب کیا ہے وہ بتادیتا ہوں۔نمبر ایک پاکستان، نمبر دو امریکہ، نمبر تین جرمنی، نمبر چار برطانیہ، نمبر پانچ کینیڈا، نمبر چھ بھارت، نمبر سات ماریشس، نمبر آٹھ سوئٹزر لینڈ، نمبر ۹ آسٹریلیا اور نمبر دس بلجیم۔

مڈل ایسٹ کی جماعت میں سعودی عرب، ابوظہبی اور افریقہ میں نائیجیریا قابل ذکر ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنے پیار کی نگاہ رکھے اور فضلوں سے نوازتا رہے۔

اب تحریک جدید کے مجاہدین کی تعداد کے بارہ میں بتادوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی تعداد تین لاکھ چوراسی ہزار پانچ سو سے بڑھ گئی ہے۔اور گزشتہ سال کے مقابلہ پر امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان مجاہدین میں تیس ہزار چار سو افراد کا اضافہ ہوا ہے۔اور اس اضافہ میں بھی پہلے نمبر پر ہندوستان، پھر پاکستان، برطانیہ اور کینیڈا کی جماعتیں ہیں۔ برطانیہ نے گزشتہ سال کی نسبت ۱۹۱۰ نئے مجاہدین تحریک جدید میں شامل کئے ہیں جو ایک بڑا اچھا حوصلہ افزا قدم ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تحریک جدید کے بانی تھے فرماتے ہیں:

''یادرکھو، تحریک جدید خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے وہ اس کو ضرور ترقی دے گا اور اس کی راہ میں جو روکیں ہوں گی وہ ان کو دور کردے گا۔اور اگر زمین میں سے اس کے سامان پیدا نہ ہوں گے تو آسمان سے اس کو برکت دے گا۔پس مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔کیونکہ ان کا نام ادب واحترام سے اسلام کی تاریخ میں زندہ رہے گا۔اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے کیونکہ انہوں نے خود تکلیف اٹھا کر دین کی مضبوطی کیلئے کوشش کی اور ان کی اولادوں کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہوگا اور آسمانی نور ان کے سینوں سے ابل کر نکلتا رہے گا اور دنیا کو روشن کرتا رہے گا۔

☆☆☆

جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ ۲۶ تا ۲۸ دسمبر ۲۰۰۳ء کیلئے وزراء اعلیٰ اور عظیم شخصیتوں کے پیغامات

मुख्य मंत्री
महाराष्ट्र

सत्यमेव जयते

शुभकामनाएँ

यह जानकर प्रसन्नता हो रही है कि, अहमदिया पंथ के केन्द्र कादियान जिल्हा गुरूदासपुर पंजाब की पवित्र भूमि में इस वर्ष भी २६ से २८ दिसंबर २००३ को एक सौ बारहवे "सर्व धर्म सम्मेलन" का आयोजन किया जा रहा है. इस आयोजन में देश-विदेश के अतिरिक्त महाराष्ट्र प्रान्त के श्रद्धालु भी सम्मिलित हो रहे हैं.

शान्ति, प्रेम, मानवता ही सभी धर्म का मूल आधार है, इसी उद्देश्य हेतु अहमदिया पंथ संसार के १७८ देशों में अपने केन्द्र स्थापित कर चुकी है तथा निरंतर समाज सेवा में लीन है यह जानकर मुझे खुशी हुई. अहमदिया पंथ की ओर से सोलापुर में श्री अकील अहमद सहारनपुरी द्वारा हो रहे सर्व धर्म समभाव से संबंधित प्रचार प्रसार से मैं परिचित हूँ तथा इनके उज्ज्वल भविष्य की कामना करता हूँ.

अहमदिया पंथ की ओर से प्रत्येक वर्ष समस्त धार्मिक विद्वानों एवं बुद्धिजीवियों को एक ही स्थान पर एकत्रित करके शान्ति, प्रेम तथा मानवता को स्थापित करने का प्रयास एक सराहनीय कार्य है.

(सुशीलकुमार शिंदे)

مجھے یہ جان کر خوشی ہورہی ہے کہ جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان میں اس سال ۲۶ تا ۲۸ دسمبر ۲۰۰۳ء ایک سو بارہواں جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد کیا جارہا ہے جس میں دیش بدیش کے علاوہ صوبہ مہاراشٹر سے بھی عقیدتمند شامل ہورہے ہیں۔
شانتی، محبت اور انسانیت ہی سبھی مذاہب کا اصول ہے۔اسی مقصد کو لیکر جماعت احمدیہ دنیا کے ۱۷۸ ممالک میں اپنا مرکز قائم کرچکی ہے نیز مسلسل خدمت خلق میں مصروف ہے یہ جان کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔شولاپور میں جماعت احمدیہ کی جانب سے مکرم عقیل احمد سہارنپوری کے ذریعہ ہورہے سبھی دھرموں کے تئیں پیار و محبت کی تبلیغ سے میں آگاہ ہوں اور ان کے روشن مستقبل کی خواہش کرتا ہوں۔
جماعت احمدیہ کی طرف سے ہر سال سبھی مذاہب کے علماء کو ایک سٹیج پر جمع کرکے محبت و انسانیت کے قیام کی کوشش قابل ستائش ہے۔
(سشیل کمار شندے وزیر اعلیٰ مہاراشٹر)

इन्दर सिंह नामधारी
अध्यक्ष
झारखण्ड विधान-सभा

राँची
दूरभाष : 2440400, 2440075 (का.)
2284151, 2281884 (आ.)
225909 (आ. डालटनगंज)
फैक्स : 0651-2441712 (का.)
0651-2284046 (आ.)

संदेश

मुझे यह जान कर बहुत खुशी हुई कि अहमदिया मुस्लिम जमात द्वारा दिनांक 26 से 28 दिसम्बर, 2003 तक कादियान (पंजाब) में एक सर्वधर्म सम्मेलन का आयोजन किया जा रहा है । यह और खुशी की बात है कि इसमें विदेशों से भी लोग आमंत्रित किए गए हैं । मेरी समझदारी के मुताबिक आज विश्व की सबसे बड़ी समस्या है धार्मिक तनाव और उन्माद से निजात पाना । आज जितने भी विध्वंस के काम हो रहे हैं वे धर्म के नाम पर हो रहे हैं । इस परिस्थिति में अगर कोई जमात सर्वधर्म समन्वयन के लिए कोई काम करता है तो यह सबसे बड़ी इबादत है । मुझे पूरा विश्वास है कि आपका यह सम्मेलन देश और विदेश में एक संदेश देगा कि धर्म परमात्मा को पाने के अलग अलग रास्ते हो सकते हैं, पूजा पद्धति अलग अलग हो सकती है लेकिन मानव का धर्म एक है और खुदा भी एक है । इसलिए आपस में किसी तनाव की गुंजाइश नहीं है । मेरे विचार से इस प्रकार के सम्मेलन देश के अन्य भागों में भी होने चाहिए । मैं आपके इस कार्यक्रम की सफलता की कामना करता हूं ।

भवदीय,
(इन्दर सिंह नामधारी)

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ احمدیہ مسلم جماعت، قادیان میں ۲۶ سے ۲۸ر دسمبر ۲۰۰۳ء کو جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد کررہی ہے۔یہ اور بھی خوشی کی بات ہے کہ اس میں غیر ممالک سے بھی لوگ شامل ہورہے ہیں۔جہاں تک میری سمجھ ہے آج دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ مذہبی تناؤ اور انتہا پسندی سے نجات پانا ہے۔آج جتنے بھی منافرت کے کام ہورہے ہیں وہ مذہب کے نام پر ہورہے ہیں۔ایسی صورت حال میں اگر کوئی جماعت تمام مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کا کام کرتی ہے تو یہ سب سے بڑی عبادت ہے۔مجھے پورا یقین ہے کہ آپ کا یہ جلسہ ملک اور دنیا میں یہ پیغام دیگا کہ مذہب خدا کو پانے کیلئے الگ الگ راستہ ہوسکتا ہے، عبادت الگ الگ ہوسکتی ہے لیکن انسان کا دھرم ایک اور خدا بھی ایک ہے۔اس لئے آپس میں کسی تناؤ کی گنجائش نہیں۔میرے خیال میں اس طرح کے جلسے ملک کے دوسرے حصوں میں بھی ہونے چاہئے۔میں آپ کے اس پروگرام کی کامیابی کی تمنا کرتا ہوں۔(اندر سنگھ نامدھاری صدر جھارکھنڈ صوبائی اسمبلی)

Md Salim
Minister in Charge
Minorities Development and
Welfare Department,
SE SUU, Deptt. of Youth Services
& Technical Education Deptt.
Government of West Bengal
Writers' Buildings, Kolkata - 700 001
Phone No. 2214-5469/2334-1443
Fax 2214 1038 2334 8074

মহঃ সেলিম
ভারপ্রাপ্ত মন্ত্রী
[illegible]
পশ্চিমবঙ্গ সরকার
মহাকরণ, কলকাতা - ৭০০ ০০১
[illegible]

D.O. No

তাং 26/11/03

I am very happy to learn that a world wide Religious Conference is going to be organised by you I hope that it shall help to spread the message of peace and universal brotherhood

I wish the conference a grand success.

(Md. Salim)

مجھے یہ پڑھ کر بے حد خوشی ہورہی ہے کہ ایک مذہبی عالمی جلسہ کا انعقاد آپ کی طرف سے کیا جارہا ہے۔میں امید کرتا ہوں کہ یہ جلسہ امن اور عالمی بھائی چارے کے پھیلانے میں ممد و معاون ہوگا۔میں جلسہ کی عظیم الشان کامیابی کا متمنی ہوں۔(محمد سلیم)